Spot CMYK#Waheed

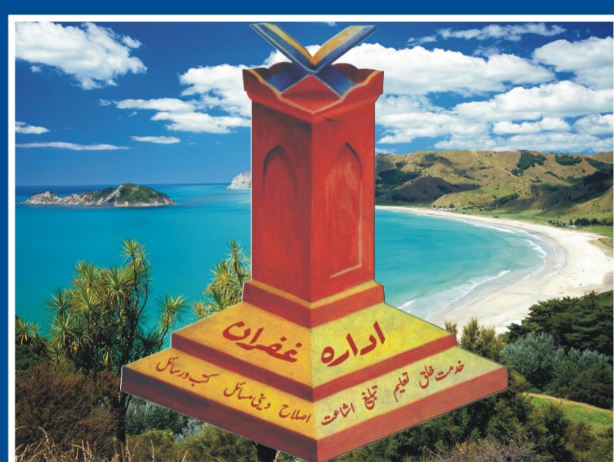

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....ہندوستان کی انتہاء پسند حکومت کا رویہ...........مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط144)....... زوجین کے ایک دوسرے پر حقوق............// // 5

درسِ حدیث ....لمبی زندگی اور مال کی حرص..........// // 14

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ملفوظات..........................مفتی محمد رضوان 16

اہلِ جنت اور کافور وسلسبیل کی نہریں (حصہ دوم)..........................مفتی محمد امجد حسین 23

محرم اور یومِ عاشور..........................قاری جمیل احمد 28

ماہِ رمضان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات...........مولانا طارق محمود 30

علم کے مینار:.... امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ دوم)......مولانا غلام بلال 32

تذکرۂ اولیاء:..........حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب........مولانا محمد ناصر 35

پیارے بچو!...............جادوگر اور اللہ والا...............حافظ محمد ریحان 39

بزمِ خواتین ....ازواج مطہرات کے نکاح (قسط5)...........مولانا طلحہ مدثر 42

آپ کے دینی مسائل کا حل.........مقدّس اَوراق کا حکم (قسط1).....ادارہ 48

کیاآپ جانتے ہیں؟... موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے آداب (قسط1)... مفتی محمد رضوان 72

عبرت کدہ ...... فرعون کے درباری کی حضرت موسیٰ سے ہمدردی.....مولانا طارق محمود 77

طب وصحت.........چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط3).......مفتی محمد رضوان 80

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..............مولانا محمد امجد حسین 87

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں............حافظ غلام بلال 89

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

ہندوستان کی انتہاء پسند حکومت کا رویہ

یوں تو قیامِ پاکستان سے ہی ہندوستان کا ملک اوراس کی حکومت، وطنِ عزیز پاکستان اوراس کے مسلمان باشندوں سے مخصوص عداوت اور دشمنی رکھتی ہے، جس میں وقتاً فوقتاً اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، اوراس کے نتیجہ میں متعدد مرتبہ جنگی ماحول بھی پیدا ہو چکا ہے، لیکن گزشتہ چند سالوں سے ہندوستانی برسرِ اقتدار نریندر مودی کی حکومت کی طرف سے پاکستان اور مسلمانوں سے بغض وعداوت کا زہر ایک مخصوص انداز میں منظرِ عام پرآ تا رہا ہے، جس کا ذرائعِ ابلاغ پر بھی ذکر آ تا رہا ہے۔

ہندوستان کی موجودہ برسر اقتدار حکومت دراصل ہندوانتہاء پسندی کی بدترین مثال ہے، جس کی انتہاء پسندی کے واقعات ہندوستان کے مختلف خطوں میں بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں، اور پاکستان کے بارے میں بھی ہندوانتہاء پسندی کا بغض وعناد کھل کر سامنے آ تا رہا ہے۔

مگرافسوس کہ دنیا کے بڑے بڑے ممالک ان سب چیزوں پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، مقبوضہ کشمیر میں نہتے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم بھی پوری دنیا کے سامنے ہیں، مگر عالمِ کفر کی آنکھیں ان سے بھی بند ہیں۔

اس پوری صورتِ حال کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے، تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ہندوستان کی پاکستان اور مسلمان دشمنی کے پیچھے کئی کفریہ اور پاکستان دشمن طاقتیں بھی ہندوستان کے ساتھ ہیں۔

دوسری طرف مسلمانوں کے روپ میں خوارج کی بہت بھاری مقدار بھی اس وقت دنیا کے مختلف خطوں میں موجود ہے، جو کفریہ طاقتوں کے اشاروں پر مسلمانوں کے ممالک اور اداروں کو نشانہ بنائے ہوئے ہے، اوران پر اسلام کے احکام کا لیبل چسپاں ہونے کی وجہ سے عام مسلمانوں کو خوارج کے اس فتنہ سے آگاہی بھی بہت مشکل ہوگئی ہے، کیونکہ عام مسلمان ان خوارج کو ڈاڑھی اور اسلامی وضع قطع میں دیکھ کر حق پر سمجھتے ہیں، اوران کے مقابلہ میں اصل مسلمانوں کو غلط تصور کرتے ہیں، اس طرح کی غلط فہمیوں کو دور کرنے لئے ان احادیث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو منظرِ عام پر لانے اوران کی تبلیغ وتشہیر کی

اشد ضرورت ہے، جن میں خوارج کی علامات کو بیان کیا گیا ہے، اوران کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے، کیونکہ خوارج کا فتنہ اسلام کے روپ میں ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے متعدد جہات سے ٹھیٹھ کافروں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

وطنِ عزیز، ملکِ پاکستان چونکہ اس وقت روئے زمین پر مسلمانوں کے لئے ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے، اور مجموعی لامتناہی صفات کے مجموعہ کا حامل ہے، جو کفریہ طاقتوں کو ہرگز نہیں بھاتا، اگرچہ کم علم اور ناعاقبت اندیش مسلمان، پاکستان کی قدروقیمت اوراہمیت کو صحیح طرح نہیں سمجھتے، اوروہ غلط فہمی یا دشمنانِ پاکستان کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر وطنِ عزیز کی نہ صرف یہ کہ طرح طرح سے ناقدری کرتے ہیں، بلکہ اس کی تبلیغ وتشہیر کرکے خودسادہ لوح مسلمانوں کے غم وغصہ کو بھی وطنِ عزیز کے خلاف ابھارتے ہیں۔

پس موجودہ حالات میں مسلمانوں کو بہت چوکنا اور محتاط رہنے اور آپس میں اتحاد کو قائم رکھنے کی اشد ضرورت ہے، بالخصوص وطنِ عزیز پاکستان کے دشمن عناصر کی سازشوں کو متحد ومتفق ہوکرناکام بنانے اور وطنِ عزیز میں چھپے ہوئے غداروں سے آگاہ رہنے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

(سورہ بقرہ قسط144، آیت228) مفتی محمد رضوان

زوجین کے ایک دوسرے پرحقوق

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ

(سورۃ البقرۃ، آیۃ ۲۲۸)

ترجمہ: اور عورتوں کے لیے ویسے ہی حقوق ہیں، جیسا کہ ان (عورتوں) کے اوپر حقوق ہیں، اچھے طریقہ پر، اور مرد حضرات کو عورتوں پر ایک خاص درجہ (کی فوقیت حاصل) ہے، اور اللہ بڑا ہی زبردست، نہایت حکمت والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں زوجین پر ایک دوسرے کے حقوق کا حکم بیان فرمایا گیا ہے کہ عورتوں کے حقوق بھی اسی طرح سے قاعدہ کے مطابق ہیں، جس طرح سے عورتوں پر مَردوں کے حقوق ہیں، وہ الگ بات ہے کہ شوہر کو مرد ہونے کی وجہ سے عورت پر خاص درجہ کی فضیلت حاصل ہے، اور اللہ بہت زبردست قوت والا اور حکمت والا ہے، لہٰذا مرد یا عورت کسی کو بھی دوسرے کے حقوق کے سلسلہ میں اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے، اور اگر اللہ کسی کی خود ہی پکڑ نہ کرے، تو اس میں اس کی حکمت ہوتی ہے، لہٰذا کسی غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہئے، اور شوہر کو اپنے درجہ کے بڑا ہونے کی وجہ سے تکبر وغرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اللہ کی بڑائی اور قوت کو ہمہ دَم سامنے رکھنا چاہئے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَتَزَیَّنَ لِلْمَرْاَةِ ، کَمَا اُحِبُّ اَنْ تَتَزَیَّنَ لِیَ الْمَرْاَةُ ، لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی

---

[1] (ولهن) علی الأزواج (مثل الذی) لهم (علیهن) من الحقوق (بالمعروف) شرعا من حسن العشرة وترک الإضرار ونحو ذلک (وللرجال علیهن درجة) فضیلة فی الحق من وجوب طاعتهن لهم لما ساقوه من المهر والإنفاق (والله عزیز) فی ملکه (حکیم) فیما دبره لخلقه(تفسیر الجلالین، سورۃ البقرۃ)

وقوله :(ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف) أی :ولهن علی الرجال من الحق مثل ما للرجال علیهن، فلیؤد کل واحد منهما إلی الآخر ما یجب علیه بالمعروف(تفسیر ابنِ کثیر، ج ۱ ص ۴۵۹،سورۃ البقرۃ، تحت رقم الآیۃ ۲۲۸)

Idara Ghufran

يَقُوۡلُ (وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ) وَمَا أُحِبُّ أَنۡ أَسۡتَنۡطِفَ حَقِّیۡ عَلَيۡهَا ، لأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوۡلُ (وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ)(مُصنف ابن أبی شیبة) [1]

ترجمہ: میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ بیوی کے لئے زینت اختیار کروں، جس طرح میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری بیوی میرے لئے زینت اختیار کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِىۡ عَلَيۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ“

یعنی”اور عورتوں کے لیے ویسے ہی حقوق ہیں، جیسا کہ ان (عورتوں) کے اوپر حقوق ہیں، اچھے طریقہ پر“

لیکن میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ وہ میرے حق میں کوتاہی کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”وَلِلرِّجَالِ عَلَيۡهِنَّ دَرَجَةٌ“

یعنی”اور مرد حضرات کو عورتوں پر ایک خاص درجہ (کی فوقیت حاصل) ہے“(ابنِ ابی شیبہ)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس طرح کی حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے۔ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمۡ أَخَذۡتُمُوۡهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ، وَاسۡتَحۡلَلۡتُمۡ فُرُوۡجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ ، وَلَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ أَنۡ لَا يُوۡطِئۡنَ فُرُشَكُمۡ أَحَدًا تَكۡرَهُوۡنَهُ، فَإِنۡ فَعَلۡنَ ذٰلِكَ فَاضۡرِبُوۡهُنَّ ضَرۡبًا غَيۡرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيۡكُمۡ رِزۡقُهُنَّ وَكِسۡوَتُهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (مسلم) [3]

ترجمہ: تم عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو، کیونکہ تم نے ان عورتوں کو اللہ کی امان کی وجہ سے حاصل کیا ہے، اور اللہ کے کلمہ (یعنی اللہ کے حکم کے مطابق نکاح کا ایجاب وقبول کرنے) کی وجہ سے ان کی شرمگاہیں تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں، اوران عورتوں پر تمہارا

---

[1] رقم الحدیث ۱۹۶۰۸، کتاب الطلاق،باب ما قالوا فی قوله تعالی وللرجال علیهن درجة.

[2] عن ابن عباس رضی الله عنهما قال " :إنی لأحب أن أتزین للمرأة کما أحب أن تزین لی؛ لأن الله عز وجل یقول :(ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف)وما أحب أن تستطف جمیع حق لی علیها؛ لأن الله عز وجل یقول :(وللرجال علیهن درجة)(السنن الکبریٰ للبیهقی، رقم الحدیث ۱۴۷۲۸)

[3] رقم الحدیث ۱۲۱۸ ”۱۴۷“کتاب الحج، باب حجة النبی صلی الله علیه وسلم.

حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان لوگوں کو نہ بٹھائیں، جو تمہیں ناپسند ہوں، اور اگر وہ ایسا کریں، تو ان کو ضرب لگاؤ، بغیر نشان والی (یعنی ہلکی پھلکی) اور ان عورتوں کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم ان کی خوراک اور لباس ان کو معروف (یعنی اچھے) طریقہ پر دو (مسلم)

حضرت احوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ شَهِدَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ، لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ، إِلَّا أَنْ يَّأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا، إِنَّ لَكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمْ حَقًّا، وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا، فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ: فَلَا يُوَطِّئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ، وَلَا يَأْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ، أَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ أَنْ تُحْسِنُوْا إِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ(سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد پڑھی اور ثناء پڑھی، اور تذکیر ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں عورتوں کے معاملہ میں خیر کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ یہ تمہاری معاون (اور مددگار) ہیں، اور تم اس کے علاوہ ان کے حق میں کسی اور چیز کے مالک نہیں ہو، مگر یہ کہ وہ واضح بے حیائی کا ارتکاب کریں، پس اگر وہ ایسا کریں، تو ان کے بستر علیٰحدہ کردو، اور ان کو ضرب لگاؤ بغیر نشان کی، پھر اگر وہ (توبہ کرکے) تمہاری اطاعت کریں، تو ان کے خلاف راستہ نہ تلاش کرو، تمہارا اپنی عورتوں پر حق ہے، اور تمہاری عورتوں کا تم پر حق ہے، پس تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر ایسے لوگوں کو نہ بٹھائیں، جو تمہیں ناپسند ہوں، اور تمہارے گھر میں ان لوگوں کو داخلہ کی اجازت نہ دیں، جو تمہیں ناپسند ہوں، خبردار! ان کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ ان کے ساتھ ان کے لباس اور خوراک میں حسنِ سلوک (یعنی اچھا برتاؤ) کرو (ابنِ ماجہ)

---

[1] رقم الحديث ١٨٥١، كتاب النكاح، باب حق المرأة على الزوج.
قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن (حاشية سنن ابنِ ماجه)

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے میاں بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق عائد کیے ہیں۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، فَالْأَمِيْرُ الَّذِىْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰى أَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِىَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر فرد نگران ہے اور اس سے اس کی زیرِ نگرانی (افراد اور کاموں) کے متعلق باز پرس ہوگی، وہ شخص جو لوگوں کا امیر ہے، اس سے ان لوگوں کے (حقوق کے) متعلق سوال ہوگا (جو اس کے ماتحت ہیں) اور مرد اپنے گھر والوں (یعنی بیوی، بچوں) کا نگران ہے، اس سے ان (یعنی بیوی بچوں) کے متعلق باز پرس ہوگی، اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے، اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی، اور غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے، اس سے اس کے متعلق باز پُرس ہوگی، سن لو! کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت (اور زیرِ نگرانی افراد اور کاموں) کے متعلق باز پرس ہوگی (بخاری)

اس قسم کی حدیث حضرت ابولبابہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی سندوں سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] (إن لكم على نسائكم حقاً) أمراً واجباً (ولنسائكم عليكم حقاً) هذا من عطف معمولين على معمولي عامل واحد، وهو جائز اتفاقاً (دليل الفالحين لطرق رياض الصاحين ، ج۳ص۱۰۲، تحت رقم الحديث ۲۷۶۴ ،باب الوصية بالنساء)

[2] رقم الحديث ۲۵۵۴، كتاب العتق،باب كراهية التطاول على الرقيق، وقوله :عبدى أو أمتى.

[3] عن ابن عمر، أن أبا لبابة، أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن قتل الجنان التى فى البيوت وقال :كلكم مسؤول عن رعيته، ألا فالأمير الذى على الناس راع، وهو مسؤول عن رعيته، والرجل راع على أهله، وهو مسؤول عنهم، وامرأة الرجل راعية على بيت زوجها، وهى مسؤولة عنه، وعبد الرجل على مال سيده، وهو مسؤول عنه (المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۴۵۰۶)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ شوہروں پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہیں، اور بیویوں پر بھی، جن کو پورا کرنے یا کوتاہی کرنے پر آخرت میں سوال اور حساب ہوگا۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اِسْتَرْعَاهُ: أَحَفِظَ أَمْ ضَيَّعَ (صحيح ابنِ حبان) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا شبہ اللہ ہر نگران سے ان چیزوں کے بارے میں سوال فرمائے گا، جو اس کی نگرانی (و ذمہ داری) میں داخل تھیں، کہ کیا اس نے (اُن ذمہ داریوں کی) حفاظت کی یا ضائع کیا (ابن حبان)

اس طرح کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

حضرت معقل بن یسار مُزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط والكبير، ورجال الكبير رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩٠٥٠، باب كلكم راع ومسؤول)

عن أنس قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :كلكم راع وكلكم مسئول فالأمير راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع ومسئول عن زوجته، وعن ما ملكت يمينه، والمرأة راعية لحق زوجها ومسئولة عن بيتها وولدها، والمملوك راع لحق مولاه ومسئول عن ماله، فكلكم راع وكلكم مسئول، فأعدوا لتلك المسائل جوابا فقال :يا رسول الله، وما جوابها؟ قال : أعمال البر.لم يرو هذا الحديث عن قتادة، إلا سعيد، تفرد به :إسماعيل بن عباد "(المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٣٥٧٦)

[1] (والرجل راع على أهل بيته) زوجته وغيرها يقوم عليهم بالحق في النفقة وحسن المعاشرة (وهو مسؤول عنهم والمرأة راعية على بيت بعلها وولده) أي وغيرهم كخدمه وأضيافه بحسن التدبير في أمرهم والقيام بمصالحهم(ارشاد الساري لشرح صحيح البخاري للقسطلاني، ج۴ص ٣٢٥، كتاب العتق، باب إذا أتاه خادمه بطعامه)

[2] رقم الحديث ٤٤٩٢، كتاب السير،باب في الخلافة والإمارة.

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرطهما(حاشية ابنِ حبان)

[3] عن أبي هريرة قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :ما من راع يسترعى رعية إلا سئل يوم القيامة :أقام فيها أمر الله، أم أضاعه؟لم يرو هذين الحديثين عن يحيى بن سعيد إلا الليث "(المعجم الاوسط للطبراني، رقم الحديث ٤٩١٦)

قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه أبو عياش المصري، وهو مستور، وبقية رجاله ثقات وفي بعضهم كلام (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٩٠٤٩، باب كلكم راع ومسؤول)

Idara Ghufran

إِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً، يَمُوْتُ يَوْمَ يَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لِرَعِيَّتِهٖ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ(مسلم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی بھی ایسا ہو کہ اللہ اسے کسی رعیّت کا نگران بنائے، وہ اگر اس حال میں فوت ہوگا جس دن بھی فوت ہوگا کہ اپنی رعیّت (کے حقوق) کے سلسلے میں خیانت کرنے والا ہو، تو اللہ اس پر جنت حرام کردے گا (مسلم، ابن حبان)

مذکورہ احادیث سے ہر نگران کو اور بطورِ خاص میاں بیوی کو اپنی نگرانی اور ذمہ داری کے حقوق کی اہمیت معلوم ہوئی۔

لہٰذا شریعت نے میاں بیوی کے ایک دوسرے پر جو حقوق عائد کیے ہیں، خواہ وہ ضروری درجہ کے ہوں، یا سنت ومستحب درجہ کے ہوں، اُن سب کو درجہ بدرجہ ادا کرنا چاہیے۔

اوران حقوق میں بنیادی چیز ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ معاشرت اور حسنِ اخلاق کی تعلیم ہے۔

اسی کے ساتھ زوجین کو باہم ایک دوسرے کے ساتھ کئی کام نہ صرف یہ کہ جائز ہیں، بلکہ عبادت بھی ہیں۔

مذکورہ آیت کے آخر میں یہ بھی بتلایا گیا کہ مرد حضرات کو عورتوں پر خاص درجہ کی فضیلت ہے، اسی لئے بیوی کو اپنے شوہر کے احترام اور اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِیَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ (سنن ابنِ ماجه) [2]

ترجمہ: اگر میں کسی کو اس بات کا حکم دیتا کہ وہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا

---

[1] رقم الحديث ١٤٢ "٢٢٧" كتاب الايمان، باب استحقاق الوالی الغاش لرعيته النار، ابنِ حبان، رقم الحديث ٤٤٩٥.

[2] رقم الحديث ١٨٥٣، كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة، مسند أحمد، رقم الحديث ١٩٤٠٣.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية سنن ابن ماجه)

وقال ايضاً: حديث جيد (حاشية مسند احمد)

کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اور قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ عورت اللہ تعالیٰ کے اپنے ذمہ میں حق کو اس وقت تک ادا نہیں کرسکتی، جب تک کہ اپنے شوہر کے حق کو ادا نہ کردے، یہاں تک کہ اگر شوہر اس کو طلب کرے، اور وہ اونٹ کی پیٹھ کے اوپر رکھے ہوئے کجاوے میں ہو، تب بھی شوہر کو منع نہ کرے (ابنِ ماجہ، مسند احمد)

اس طرح کا مضمون اور احادیث میں بھی مروی ہے۔ [1]

---

[1] عن زيد بن أرقم، قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :المرأة لا تؤدى حق الله عليها حتى تؤدى حق زوجها حتى لو سألها وهى على ظهر قتب لم تمنعه نفسها(المعجم الكبير.للطبرانى ، رقم الحديث ٥٠٨٤)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير، والأوسط بنحوه، ورجاله رجال الصحيح خلا المغيرة بن مسلم، وهو ثقة(مجمع الزوائد ، تحت رقم الحديث ٧٦٤٣)

عن قيس بن طلق، عن أبيه، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :لا تمنع المرأة زوجها - وقال يزيد مرة :حاجته -وإن كان على ظهر قتب "(زوائد مسند الإمام أحمد)

قال شعيب الارنؤوط:صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف لضعف أيوب بن عتبة اليَمَامى القاضى،لكنه قد توبع .يزيد :هو ابن هارون السلمى الواسطى.

وأخرجه ابن عدى فى "الكامل(١/٣٤٥)"من طريق سعيد بن سليمان، عن أيوب بن عتبة، بهذا الإسناد .وقد ذكرنا تتمة تخريجه من هذا الوجه عند الرواية السالفة برقم (١٦٢٨٨)

وسيأتى عن أبى النضر هاشم بن القاسم، عن أيوب بن عتبة برقم (٢٠)

وسلف من طريق محمد بن جابر بن سيار الحنفى، عن قيس بن طلق، به مرفوعا بلفظ " :إذا أراد أحدكم من امرأته حاجة، فليأتها ولو كانت على تنور."

ومحمد بن جابر ضعيف الحديث.

قلنا :لكن رواه ملازم بن عمرو، عن جده عبد الله بن بدر، عن قيس بن طلق، به مرفوعا بلفظ " :إذا الرجل دعا زوجته لحاجته، فلتأته وإن كانت على التنور "وإسناده حسن، وقد ذكرنا تخريجه من هذا الطريق عند الرواية السالفة برقم (١٦٢٨٨)

ويشهد له حديث عبد الله بن أبى أوفى السالف برقم (١٩٤٠٣)وفيه " :ولا تؤدى المرأة حق الله عليها كله حتى تؤدى حق زوجها عليها كله، حتى لو سألها نفسها وهى على ظهر قتب لأعطته إياه "وهو حديث جيد على اضطراب فى إسناده.

وفى الباب عن ابن عمر عند الطيالسى (١٦٥١)وابن أبى شيبة فى "مصنفه (٣٠٣/٤ـ ٣٠٤)"وفى "مسنده "كما فى "إتحاف الخيرة(٤٣٠٢) "ومسدد فى "مسنده "كما فى "إتحاف الخيرة(٤٣٠١) "وعبد بن حميد(٨١٣) والبيهقى(٢٩٢/٧)وابن عبد البر فى "التمهيد(٢٣١/١)"وفيه: أن امراة أتت النبى صلى الله عليه وسلم فقالت :ما حق الزوج على امرأته؟ فقال" :لا تمنعه نفسها وإن كانت

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کا بہت بڑا درجہ ہے،اس لئے بیوی کو شوہر کے درجہ کا احترام کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾على ظهر قتب ."وفيه ليث بن أبى سليم، وهو سيىء الحفظ.

وعـن ابن عباس عند مسدد فى "مسنده "كما فى "إتحاف الخيرة(٤٣٠٦) "و (٤٣٠٨)والبزار(١٤٦٤-كشف الأستار) ، وأبى يعلى(٢٤٥٥)وفيه " :أن امـرأـة من خثعم أتت النبى صلى الله عليه وسلم، فقالت :يا رسـول الـلـه، إنى امرأة أيم، فأخبرنى ما حق الزوج على زوجته، فقال " :إن حـق الزوج على زوجته إن سألها نـفسها وهى على ظهر بعير أن لا تمنعه "وهـو ضـعيف، فى بعض طرقه ليث بن أبى سليم، وهو ضعيف، وفى بعضها الآخر حسين بن قيس الواسطى الملقب بحنش، وهو متروك الحديث.

وقوله" :على ظهر قتب :"القتب :هـو الـرحـل الـصغير على قدر سنام البعير، والجمع أقتاب(حاشية مسند احمد)

ہندوستان، پاکستان کے اکابر کی تائیدات وتصدیقات
کے ساتھ اضافہ واصلاح شدہ ایڈیشن

بسلسلہ: اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ وفکرِ ولیُ اللّٰہی اور مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراء، تحریرات وفتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام
اصلاح وترمیم شدہ جدید ایڈیشن

ماہِ محرمُ الحرام
کے
فضائل واحکام

اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام کے سلسلے میں ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام
ماہِ محرمُ الحرام سے اسلامی سال کے آغاز وسنِ ہجری کا تعلق
دینی احکام میں اسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت
دس محرم کے دن نفلی روزہ وغیرہ کی فضیلت واہمیت اور متفرق احکام

مؤلف
مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل
اور
بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد
صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں
شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط
صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات
بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ
کرنے کی نیت کرلینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم
عبادتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف
مفتی محمد رضوان

جلد1

علمی وتحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَةُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث   مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

لمبی زندگی اور مال کی حرص

احادیث سے یہ بات معلوم ہوچکی کہ انسان کی موت اس کے اردگرد اور بہت قریب ہوتی ہے، مگر انسان کی خواہشات اور تمناؤں کا دائرہ اس کی موت سے زیادہ وسیع اور طویل ہوتا ہے۔

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بوڑھا ہونے کے باوجود مال کی محبت اور لمبی عمر کا حریص رہتا ہے، انسان بوڑھا ہونے کے ساتھ ساتھ موت کے قریب تر ہوتا رہتا ہے، مگر اس کا دل دنیا اور مال کی محبت اور لمبی زندگی کی خواہش پر جوان رہتا ہے۔

اس طرح کی چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اِثْنَتَانِ: اَلْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۴۷ "۱۱۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابنِ آدم بوڑھا ہوتا جاتا ہے، مگر اس کی دو چیزیں جوان ہوتی رہتی ہیں، ایک مال کی حرص، اور دوسرے زندگی کی حرص (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ انسان عمر کے اعتبار سے تو بوڑھا ہوتا جاتا ہے، مگر مال کی حرص اور عمر یعنی لمبی زندگی کی خواہش جوان ہوتی رہتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَلْبُ الشَّيْخِ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اِثْنَتَيْنِ: طُوْلُ الْحَيَاةِ، وَحُبُّ الْمَالِ (مسلم، رقم الحدیث ۱۰۴۶ "۱۱۴")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں پر جوان رہتا

ہے،ایک لمبی زندگی پر،اور دوسرے مال کی محبت پر(مسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلشَّيْخُ يَكْبَرُ وَيَضْعُفُ جِسْمُهُ، وَقَلْبُهُ شَابٌّ عَلٰى حُبِّ اِثْنَتَيْنِ: طُوْلِ الْحَيَاةِ، وَحُبِّ الْمَالِ، قَالَ سُرَيْجٌ: حُبِّ الْحَيَاةِ، وَحُبِّ الْمَالِ(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۸۴۷۲) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان بوڑھا ہوتا رہتا ہے،اور اس کا جسم کمزور ہوتا رہتا ہے،لیکن اس کا دل دو چیزوں پر جوان رہتا ہے،ایک لمبی زندگی پر اور دوسرے مال کی محبت پر۔

اور سریج راوی کی روایت میں ہے کہ زندگی کی محبت پر اور مال کی محبت پر(انسان کا دل جوان رہتا ہے)(مسنداحمد)

معلوم ہوا کہ فطری طور پر انسان کو عمر لمبی ہونے کے ساتھ ساتھ مال کی محبت اور لمبی زندگی کی خواہش بڑھتی رہتی ہے،اور اس طرح یہ دونوں خواہشات اسے موت وآخرت سے غافل کرتی رہتی ہیں۔

لہٰذا عمر زیادہ ہونے کے بعد مال اور زندگی کی محبت سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے،خاص طور پر بوڑھے اور معمر حضرات وخواتین کو اس طرف سے ہرگز غافل نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن من أجل فليح بن سليمان، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ملفوظات

مقررین اور واعظین کے لئے اہم ہدایت

(12 فروری 2016)

فرمایا کہ آج کل ہمارے سلسلے کے بہت سے خطباء اور مقررین اکثر ایسے موضوعات اور مضامین کا انتخاب کرتے ہیں کہ جن سے مخاطبین کی اصلاح نہیں ہوتی، البتہ اس طرح کی باتیں سُن کر دوسرے مسلک کے لوگوں کے خلاف جذبات بھڑک اٹھتے ہیں۔

تبلیغ کا یہ طریقہ سراسر سنت اور انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم کی سنت کے خلاف ہے کہ جس میں مخاطب تو اصلاح سے محروم رہے، اور الٹا اس کو دوسروں کے خلاف بھڑکا دیا جائے۔

میری تو رائے یہ ہے کہ علمائے کرام کو اس وقت تک فراغت کی سند جاری نہ کی جائے، جب تک ان کو تبلیغ کی عملی تربیت نہ فراہم کردی جائے، اور یہ تربیت سنجیدہ بزرگوں اور تربیت یافتہ بڑوں کی نگرانی میں ہونی چاہئے۔

اور تربیت کی یہ تجویز میری طرف سے کوئی نئی چیز نہیں، بلکہ دنیا کے سارے شعبوں میں یہی صورتِ حال ہے کہ تربیت یافتہ اور تجربہ کار ماہرین کی زیرِ نگرانی جب تک اس کام کی تربیت نہیں دے دی جاتی، اس وقت تک اس کو اس کام کا اہل نہیں سمجھا جاتا، پھر دین اور علمِ دین کے معاملہ کو اتنا ہلکا کیوں سمجھا جاتا ہے کہ اس میں باقاعدہ تربیت دیئے بغیر سندِ فراغت دیدی جائے، اور وہ پھر من مانی کے ساتھ تبلیغ کی مسند پر بیٹھ جائے۔

ایسے بہت سے واقعات آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں کہ غیر تربیت یافتہ اور اناڑی مبلّغ ومقرر کی تبلیغ و تقریر سے بڑے فتنے اور جھگڑے کھڑے ہوجاتے ہیں، اور عوام میں اشتعال یا اہلِ علم حضرات سے نفرت وکراہیت پیدا ہوتی ہے، یہ سب کچھ تربیت نہ ہونے کے ثمرات ونتائج ہیں۔

بحث ومباحثہ سے پرہیز کی افادیت

(21 فروری 2016)

فرمایا کہ ایک صاحب نے میری ایک کتاب کے بعض مضامین پر خواہ مخواہ کے اعتراضات لکھ کر بھیجے تھے،

اور مجھے خط کے ذریعہ سے جواب لکھنے کا حکم بھی تحریر کیا تھا، ان کے اعتراضات میں کیونکہ بندہ کو زیادہ وزن نظر نہیں آیا تھا، بلکہ بظاہر اعتراض برائے اعتراض مقصود تھا، اس لئے اس تحریر کے جواب پر دل آمادہ نہ تھا، لیکن کیونکہ صاحبِ علم تھے، اور جواب کا انہوں نے حکم بھی فرمایا تھا، اس لئے میں نے ان کے خط کے جواب میں مہذب انداز میں چند باتیں لکھ دی تھیں، تاکہ اگر واقعتاً کوئی شبہ ہو تو دور ہو جائے۔

لیکن انہوں نے سمجھا کہ شاید میں نے دوسرے کو دبا لیا، اس لئے پھر دوسری مرتبہ انہوں نے اسی طرح کا خط لکھا، بندہ نے اس خط کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا، البتہ ان صاحب کے خط میں مذکور چند شبہات کے جواب پر مشتمل ایک تحریر اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کے ضمیمہ میں شائع کرنے کا ارادہ کیا، اس تحریر میں نام کے بغیر ان صاحب کے خط اور ان کے بے جا اعتراضات کا اجمالی ذکر بھی تھا، جس کے شائع کرنے پر مجھے اطمینان نہ تھا، بلکہ کچھ تردد محسوس ہو رہا تھا، کیونکہ یہ انداز بندہ کے عام معمول سے کچھ مختلف تھا، میں نے ان کے دونوں خط اور اپنا جوابی خط اور یہ تحریر اپنے شیخ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی کو بغرضِ اصلاح ارسال کی، جس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اس خط کا حوالہ اور ذکر کئے بغیر اور ذاتی چیزوں کے جوابات سے تعرض کیے بغیر چند شبہات کا ازالہ مناسب ہے، ورنہ بحث ومباحثہ طول پکڑے گا، اور فائدہ نہ ہوگا، حضرت والا کی رہنمائی کے مطابق میں نے فوراً اس مضمون کی اصلاح کی، اور وہ تمام غیر متعلقہ چیزیں بالکل حذف کر دیں، اور بحمد اللہ تعالیٰ دل کو اطمینان ہو گیا، اب الحمد للہ تعالیٰ یہ کتاب اس مضمون اور ضمیمہ کے ساتھ دوبارہ شائع بھی ہو گئی ہے، بزرگوں کی اصلاح ورہنمائی سے انسان کو بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں، اور کئی قسم کے فتنوں سے حفاظت رہتی ہے۔

مگر آج کل کسی سے اصلاح طلب کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی، اور بعض لوگ بزرگوں سے برائے نام یا صرف رسمی تعلق رکھتے ہیں، جس سے اصلاح کا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بڑوں سے الجھنا مناسب نہیں

(21فروری2016)

فرمایا کہ اپنے بڑوں یا بزرگوں سے الجھنا مناسب نہیں، اگر بڑوں سے کوئی اختلاف ہو، تو بھی اس اختلاف میں ایسا انداز اختیار کرنا مناسب نہیں، جس میں ان سے الجھنا پایا جائے، بلکہ اپنی بات کو ادب واحترام کے

ساتھ بڑے کے سامنے رکھ دینا چاہئے،اوراگران کوآپ کی بات سے اختلاف ہو،اورآپ اپنے مؤقف پرقائم رہنا ضروری سمجھیں،تب بھی بڑوں کی شان میں نازیبا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے، ورنہ کام میں برکت ونورانیت نہیں ہوتی۔

غیرت کے نام پرقتل

(26فروری2016)

فرمایا کہ بعض علاقوں میں غیرت کے نام پرقتل کرنے کی رسم جاری ہے،جس پرآئے دن بحث ہوتی رہتی ہے،ایک طبقہ اس کا مطلقاً حامی ہے،اورایک طبقہ اس رسم کا مطلقاً مخالف ہے۔

غیرت کے نام پرقتل کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کوئی لڑکا یا لڑکی یا مرد یا عورت کسی اجنبی کے ساتھ گھر سے بھاگ جائے یا بھگا لے جائے، یا اجنبی مرد وعورت کے باہم ناجائز تعلقات ثابت ہوجائیں،تو لڑکے یا مرد کے خاندان کے ذمہ دار وسرپرست اس لڑکے یا مرد کواورلڑکی یا عورت کے خاندان کے ذمہ دار وسرپرست اس لڑکی یا عورت کوقتل کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں شرعی مسئلہ یہ ہے کہ شریعت نے زنا کے عمل پرخود سے حد کومقرر کردیا ہے،وہ یہ ہے کہ اگرزنا کے عمل کا ارتکاب غیرشادی شدہ مرد یا لڑکے سے اوراسی طرح غیرشادی شدہ عورت یا لڑکی سے سرزد ہو،تو اس کوسوکوڑے لگائے جاتے ہیں،اورشادی شدہ مرد یا لڑکے سے اوراسی طرح شادی شدہ عورت یا لڑکی سے سرزد ہو،تواس کورجم کرکے قتل کیا جاتا ہے۔

لیکن اس میں دو باتیں اہم ہیں،ایک تو یہ کہ چار عینی گواہ متعین زنا پرگواہی دیں،اوردوسرے حد جاری کرنے کا حکم وعمل مسلمان حکمران کی طرف سے انجام دیا جائے۔

اب غیرت کے نام پرجوقتل کی رسم ہے،اس میں مذکورہ امور کی رعایت نہیں ہوتی۔

چنانچہ چار عینی گواہ جوعینِ زنا کرتے ہوئے دیکھیں، وہ موجود نہیں ہوتے،مزید برآں شادی وغیرشادی شدہ کی سزا میں فرق نہیں کیا جاتا،اورنہ ہی یہ سزا حکمران دیتا ہے،اس لئے یہ رسم خلافِ شریعت ہے،اور شریعت کے خلاف کوئی کام غیرت کے نام پربھی جائز نہیں، کیونکہ شریعت کے احکام خود غیرت کے تقاضوں کے مطابق ہیں، لہٰذا غیرت کے نام پرشریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی جائز نہیں، بلکہ خود غیرت کے خلاف ہے۔

ڈرائیونگ کے دوران صبر کی ضرورت

(6مارچ2016)

فرمایا کہ آج کل عام گزرگاہوں پر ڈرائیونگ کرنے والے شخص کو خاص طور پر رش اور ہجوم والی جگہوں میں یہ عمل انجام دینے والے شخص کو سخت صبر اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔

ہجوم اور رش کے مواقع پر گاڑی چلانے والے کو قدم قدم پر خلافِ طبیعت باتیں پیش آتی ہیں، ایسے مواقع پر صبر وہمت سے کام لینے پر بہت بڑا اجروثواب حاصل ہوتا ہے، بلکہ میں تو کہا کرتا ہوں برداشت کرکے ڈرائیونگ کرنے والے کے لئے یہ عمل اصلاح کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

جوش کے بجائے ہوش کی ضرورت

(7مارچ2016)

فرمایا کہ بُرا جوش فائدہ کے بجائے نقصان دہ ہوتا ہے، اور اگر جوش کے بجائے ہوش سے کام لیا جائے، اور ہوش کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے اس کے مطابق جوش کو استعمال کیا جائے، تو فائدہ ہوتا ہے، یعنی جوش درحقیقت ہوش کے مطابق استعمال ہونا چاہئے، اور جوش، ہوش پر مبنی ہونا چاہئے، نہ یہ کہ جوش مقدم ہو اور ہوش مغلوب ہوجائے۔

مگر آج کل بہت سے مسلمانوں کی حالت اس سلسلہ میں بڑی ناگفتہ بہ ہے، اور وہ بہت سے مقامات پر ہوش سے زیادہ جوش سے کام لیتے ہیں، اور اس کی وجہ سے طرح طرح کے دنیاوی اور اُخروی نقصانات اٹھاتے ہیں۔

آج کل مسلمانوں کی طرف سے اس طرح کے واقعات اکثر وبیشتر سامنے آتے رہتے ہیں۔

مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی یا گستاخی کے معاملہ میں بیشتر مسلمان بہت زیادہ جوش میں آجاتے ہیں، اور جذباتی ہوجاتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں شرعی تقاضوں کو بھی نظرانداز کردیتے ہیں۔

چنانچہ بہت سی جگہ ایسے واقعات سامنے آئے کہ کسی سے ذاتی دشمنی کی وجہ سے یہ تہمت لگادی کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے، یا دشمنی کے بجائے ویسے ہی سمجھ لیا کہ ان الفاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی لازم آگئی ہے، جس کے بعد اس کے خلاف تھانہ، کچہری میں مقدمات درج کیے گئے، یا اس کو کسی نے غصہ وجذبات میں آکر قتل کردیا، یا آگ لگاکر زندہ جلادیا، اور پھر اس کے

نتیجہ میں ایک طوفان، احتجاج وغیرہ وغیرہ نہ جانے کیا کچھ برپا ہوگیا۔

ظاہر بات ہے کہ اولاً تو شریعت نے بلاتحقیق کسی کی طرف اس طرح کا الزام اور تہمت لگانے کو جائز قرار نہیں دیا، بلکہ خود اس طرح کی تہمت لگانے والے کو ہی مجرم قرار دیا ہے، دوسرے جب تک شرعی طریقہ پر ان الفاظ سے گستاخی ثابت نہ ہوجائے، اور سنجیدہ و مستند اہلِ علم حضرات سے فتویٰ حاصل نہ کرلیا جائے، خود اپنی طرف سے گستاخی کا حکم لگانا بھی درست نہیں، تیسرے قانونی چارہ جوئی کئے بغیر خود سے کسی کو قتل کردینے میں کئی قسم کے فتنے لازم آتے ہیں، اس لئے غیر حاکم کا کسی چور کے خود سے ہاتھ کاٹ دینا یا زانی کو رجم کرنا یا کوڑے لگانا منع اور متعدد قسم کے فتنوں کا ذریعہ ہے۔

چوتھے پھر احتجاج کر کے لوگوں کو تکلیف پہنچانا، راستے بند کردینا اور مسافروں اور مریضوں اور ضرورت مندوں کے کاموں اور آمدورفت میں خلل ڈالنا، سخت گناہ کی بات ہے، اور اگر جلاؤ، گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کی نوبت آئے، تو اور بھی سخت گناہ ہے، قرآن وسنت میں ان سب چیزوں کی برائی آئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو بنیاد بنا کر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ ہدایات اور احکامات کو نظر انداز کردینا کہاں کی عقلمندی ہے۔

مسلمانوں کو اس طرح کے جذباتی رویہ سے پرہیز کرنا اور جوش کے بجائے ہوش سے کام لینا اور شرعی تقاضوں کو پورا کرنا بہت ضروری ہے، ورنہ نیکی اور عبادت کی شکل میں کئی گناہ لازم آجاتے ہیں، اور نیکی کے رنگ میں شیطان اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

مگر افسوس کہ آج کل جو شخص اس طرح کی باتیں بتائے، اسے اسلام کا دشمن اور غیروں کا ایجنٹ اور نہ جانے کیا کچھ سمجھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

فضول خرچی کے نقصانات

(8 مارچ 2016)

فرمایا کہ اسلام میں فضول خرچی کی ممانعت آئی ہے، اور سخت ممانعت آئی ہے، یہاں تک کہ فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ.

بے شک فضول خرچ شیاطین کے بھائی ہیں۔

پھر فضول خرچی جس کو شریعت کی زبان میں ''تبذیر'' کہا جاتا ہے، اس پر آخرت کا نقصان تو اپنی جگہ ہے ہی، اسی کے ساتھ اس کے دنیاوی بھی کئی نقصانات ہیں، مثلاً کوئی بلاوجہ یا صرف فیشن یا ناک اونچی کرنے کی خاطر مکان وغیرہ کی توڑ پھوڑ کرتا ہے، اور اس کو دوبارہ بنواتا ہے، تو سب سے پہلے تو اس کی توڑ پھوڑ کرنے میں وقت خرچ ہوگا، اس کی وجہ سے ضروری کام کاج میں خلل آئے گا، پھر اس کو توڑوانے کے لئے پیسہ بھی خرچ ہوگا، اور اپنے علاوہ توڑ پھوڑ کرنے والوں کا بھی وقت خرچ ہوگا، پھر اس کے ملبہ کو جہاں پھینکا جائے گا، اس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوگی، اور اس کو اٹھوانے اور ٹھکانے لگانے کے لئے جانی اور مالی خرچہ الگ ہوگا۔

پھر اس کی جگہ دوسرا میٹریل حاصل کرنا ہوگا، جس کے لئے پیسہ الگ خرچ ہوگا اور وقت بھی خرچ ہوگا، اور دوسرے لوگوں کا بھی وقت خرچ ہوگا، پھر جہاں سے وہ میٹریل حاصل کیا گیا، اس کو پیچھے سے مزید میٹریل حاصل کرنا پڑے گا، اور تیار کرنے والوں کو مزید تیار کرنا پڑے گا، اور ان لوگوں کا بھی پیسہ اور وقت خرچ ہوگا۔

غرضیکہ ذراسی فضول خرچی کی وجہ سے کتنا مال خرچ ہوگا، اور کتنے لوگوں کو تکلفی پہنچے گی، اور کتنے لوگوں کا قیمتی وقت خرچ ہوگا، اور جب اس طرح سے مختلف لوگ فضول خرچیوں میں مصروف ہوں گے، تو بہت سے لوگوں کو نقل وحرکت اور طلب ورسد، وقت اور مال کو خرچ کرنے میں مشغول ہونا پڑے گا، اور ان سب چیزوں کی بنیاد صرف فضول خرچی بنے گی، اور اس طرح زندگی کا قیمتی وقت ضائع ہوجائے گا۔

اور اگر فضول خرچی سے بچا جاتا تو کتنے لوگوں کو اذیت اور جان ومال کے خرچ کرنے سے نجات حاصل ہوتی، اور یہی صلاحیتیں اور وقت اور مال قیمتی کاموں بلکہ آخرت کے بنانے کے لئے خرچ ہوتا۔

واقعی شریعت کے تمام احکام میں بہت بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن تک ہر شخص کا ذہن پہنچنا مشکل ہے، بس سلامتی اور عافیت اسی میں ہے کہ بلاچوں وچراں شریعت کے احکام پر عمل کیا جائے، جس سے دنیا اور آخرت دونوں میں راحت وسکون حاصل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔آمین۔

Idara Ghufran

تحقیقی کام کے لئے یکسوئی کی ضرورت

(9مارچ2016)

فرمایا کہ تحقیقی وعلمی کام کے لئے یکسوئی بہت ضروری ہے، جب تک یکسوئی نہ ہو، صحیح نہج پر تحقیقی وعلمی کام کا ہونا بہت مشکل ہے۔

جب انسان یکسو ہوتا ہے، تو اس کا ذہن مسئلہ کے متعلقہ پہلوؤں تک رسائی کرتا ہے، اور شرح صدر کے ساتھ کام کرتا ہے، ورنہ سرسری اور سطحی کام تو ہو جاتا ہے، مگر کئی متعلقہ پہلوؤں کی طرف توجہ نہ ہونے سے گڑ بڑ ہو جاتی ہے، اور اس کا بعد میں احساس ہوتا ہے، مگر بعد میں پھر از سرِ نو اس مسئلہ میں اپنے آپ کو کھپانا پڑتا ہے، اور اس کا بعد میں موقع مشکل حاصل ہوتا ہے۔

ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے، اور وہ کام اسی وقت ٹھیک اور صحیح طریقہ پر ہو پاتا ہے، بعض اوقات تحقیقی وعلمی کام کے درران نفس راہِ فرار اختیار کرتا ہے، اور اس کام کو دوسرے وقت پر ٹال دینے کی رائے دیتا ہے، اور نفس کے اس تقاضہ پر عمل کرنے سے بعض اوقات وہ کام مؤخر ہونے کے بجائے معطل ہو کر رہ جاتا ہے، اور اگر اسی وقت ذرا سی مزید ہمت کر لی جائے، تو وہ کام ادھورا نہیں رہتا، اور ٹھکانے لگ جاتا ہے، علمی و تحقیقی کام کرنے والوں کو ان چیزوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور جو چیزیں یکسوئی میں مخل ہوں، ان سے اجتناب کرنے کی ضرورت ہے، بعض اوقات اہم علمی و تحقیقی کام کے لئے کچھ سنن و مستحبات کو بھی ترک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، مثلاً نکاح وغیرہ کی تقریب میں شرکت وغیرہ وغیرہ۔

مقالات ومضامین　(جنت کے قرآنی مناظر: 49)　مفتی محمد امجد حسین

اہلِ جنت اور کافورو سلسبیل کی نہریں (حصہ دوم)

كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (شر اُس دن کا وسیع وعریض ہوگا)

قیامت کے شر یعنی وقوعِ قیامت کے نتیجہ میں پیش آنے والی تباہیاں، ناگواریاں، کس قدر پھیلی ہوئی ہوں گی؟ اندازہ لگاؤ کہ سمندر نذرِ آتش ہوکر بھک سے اڑ جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر روئی کے مانند اڑتے پھریں گے، روئی بہت ہلکی ہوتی ہے، گویا اتنے بوجھل، پہاڑوں کے ایٹم وذرات بے وزنی کی حالت میں ہوجائیں گے، پہاڑوں کے مٹیریل یعنی پتھر، مٹی، معدنیات، نباتات، ان کے ایٹم کے الیکٹران، پروٹان، نیوٹران کی تعداد، ترتیب شاید بالکل بدل دی جائے گی۔ [1]

سورج، چاند، ستاروں، سیاروں، کروں اور کہکشاؤں حتی کہ خود آسمان پر جو کچھ بیتے گی، فلکیات کا مستحکم نظام جس طرح درہم برہم ہوکر ٹوٹ پھوٹ جائے گا، قرآن مجید کی سورہ تکویر اور سورہ انشقاق میں اس کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے، اور پھر روزِ محشر کی جو طوالت وشدت اور اس دن جو مشکل سے مشکل مراحل اور جزاوسزا کے طول طویل اور پیچ در پیچ سلسلے ہوں گے، نفسانفسی کا عالم ہوگا، اس سب کچھ کو قرآن نے یہاں یوں تعبیر کیا ہے "کان شرہ مستطیرا" کہ اس دن کا شر اس کی ناگواریاں اور مشکلات وسیع عام ہوں گی، بھرپور پھیلاؤ رکھتی ہوں گی، ہر طرف چھائی ہوئی ہوں گی، تو اہلِ ایمان کی ہی یہ شان ہے، اس دن کی یہ معرفت وہیبت انہی کو حاصل ہے، اور انہی پر چھائی ہوئی ہے، کہ دنیوی زندگانی میں ہمہ دم اس دن کی پیشی سے لرزاں وترساں رہتے ہیں، یہی بڑی سے بڑی معرفت، بڑے سے بڑا علم ہے، نالج ولاجک ہے، کہ آدمی اس آئندہ پیش آمدہ دن سے ڈرے، اور اس کی تیاری کرے، مثنوی میں مولائے روم نے کیا خوب فرمایا ہے:

جان جملہ علم ہا ایں ست وایں　تا کس بداند من کیم در روزِ دیں

---

[1] قرآن نے قیامت کے وقوع کے نتیجے میں پہاڑوں کا روئی کی مانند اڑتے پھرنے اور سمندروں کو آگ لگ جانے کا ذکر کیا ہے، جدید سائنس کے لئے یہ بھی ایک میدان ہے کہ مادی اسباب اور سائنسی طریقہ تحقیق سے معلوم کرے کہ یہ کس طور پر ہوگا؟ مسلم سائنٹسٹ اس پر لیبارٹری ریسرچ کریں، سمندروں کو آگ لگ جانے کا امکان تو یوں سمجھ میں آتا ہے کہ پٹرول وغیرہ آتش گیر مادے دنیا میں پہلے ہی اس کی نظیر موجود ہیں، شاید سمندروں کے پانی میں اس دن اللہ تعالیٰ پٹرول کی خاصیت وکیفیت پیدا کردے۔

یعنی تمام علوم ومعرفت کی، دنیا جہاں کی ریسرچ وتحقیق کی روح اور نچوڑ، حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ آدمی یہ جان لے، اس بارے میں فکرمند ہوجائے، اس زاویۂ نظر کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھے کہ یومِ دین، یعنی جزا وسزا کے دن میں کس انجام سے دوچار ہوں گا، میری کیا قیمت لگے گی؟ ع

کس دام بکیں گے نگاہِ یار سے پوچھو

یہ فکر جس پر حاوی ہوگئی، یہ علم جس کو حاصل ہوگیا، سمجھو تمام علوم وسائنس کی روح اور مغزوہ پاگیا، اور جس کو یہی فکر، یہی معرفت حاصل نہیں، تو اس کی ساری ریسرچ وتحقیق، ساری معرفت، تمام ڈگریاں اور تمام قابلیتیں جن کا اظہار وہ دنیا کی مادی چیزوں پر کرتا ہے، سب بیکار ہے۔

"یطعمون الطعام علیٰ حبه مسکینا ویتیما واسیرا"

(کھانا کھلاتے ہیں، اس کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو)

"علیٰ حبہ" (اس کی محبت کے باوجود) اس میں مفسرین کا اختلاف ہوا ہے کہ "حبہ" کی ضمیر کا مرجع کیا ہے، اس سے کون مراد ہے؟ کس کی محبت کے باوجود مال یتیم، مسکین، اسیر پر خرچ کرتے ہیں، دو مشہور قول ہیں، ایک یہ کہ مراد اللہ تعالیٰ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مال ان مواقع میں اس رب کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں، کیونکہ محبوب کی رضا حاصل کرنا، وہ جس چیز کو پسند کرتا ہے، اسے پورا کرنا یہ عاشق صادق کو مقصود ومطلوب ہوتا ہے، اور عشق ومحبت کا ایسا تقاضا ہے جس کا نشہ عاشقوں پر چھایا رہتا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مال کی محبت مراد ہے، یعنی باوجود مال کی محبت دل میں پائے جانے کے جو انسان کی ایک فطری کمزوری ہے (کہ وہ مال ومتاعِ دنیا کا حریص ہوتا ہے) وہ اپنی محبوب چیز، محبوب مال کو اللہ کی رضا کے کاموں میں خرچ کرتا ہے، مال کی محبت پر اللہ کی عظمت، ان کے حکم کی اطاعت کو ترجیح دیتا ہے، اور واقعی یہ بھی اہلِ ایمان کا بڑا وصف ہے، جب تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو، یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا، نہ اس کی توفیق ہوتی ہے کہ مال کو اپنے پاس جمع کرنے کے بجائے، اپنی سفلی خواہشات کی تکمیل میں لگانے کے بجائے، خیر کے کاموں میں، معاشرے کے پسماندہ ونادار لوگوں پر آدمی لگائے، آج کل بڑے شہروں میں، عوامی جگہوں پر اور ہسپتالوں وغیرہ میں بعض لوگ دسترخوان لگا کر غریبوں، مزدوروں، مسافروں، مریضوں، ان کے تیمارداروں کو کھانا کھلاتے ہیں، یہ بہت اچھا عمل ہے، اور اس زیرِ بحث آیت کی رو سے قابلِ ستائش کام ہے۔

اسیرا (قیدی)

''اسیر'' سے قیدی مراد ہیں، یہاں مفسرین نے کیا خوب نکتہ نکالا ہے کہ قرآن جب نازل ہوا اس دور میں اور بعد میں عرصے تک قیدی غیر مسلم ہوا کرتے تھے، مسلمان معاشرے میں، اسلامی ریاست میں جو لوگ قیدی ہوتے تھے، وہ وہی ہوتے تھے، جو جنگوں وغیرہ میں غیر مسلم قید ہو کر آتے تھے، ورنہ اسلامی معاشرے میں جرم وسزا کا جو دستور تھا، وہ بالعموم قید کرنے کا نہیں بلکہ حدود وقصاص یا مختلف تعزیری سزائیں مسلمان مجرمین پر جاری کرنے کا تھا، اس لئے آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم قیدیوں پر مال خرچ کرنے، صدقات وخیر خیرات کے طور پر ان کی مالی مدد کر کے ان کو قید سے چھڑانے یا ان کی ضروریات کا انتظام کرنے کی بھی فضیلت اور اجر وثواب ہے، اور یہ اللہ کے ہاں قربت والا عمل ہے۔

اگلی آیت میں واضح فرمایا کہ مومنین اللہ کی راہ میں ضرورت مندوں پر خرچ کر کے، زبانِ حال اور زبانِ قال سے یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی مادی مفاد، دنیوی لالچ اس خرچ کرنے میں وابستہ نہیں، تم سے کوئی بدلہ ہم نہیں چاہتے، ہم یہ محض اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا یہی طرزِ عمل اور شعار ہونا چاہئے کہ وہ اپنی نیکی، مصارفِ خیر میں خرچ کرنے کی نہ نمائش کریں، نہ سستی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیں، نہ اخباری فوٹو سیشن کا اہتمام کر کے ووٹ بینک بڑھانے کو پیشِ نظر رکھیں، نہ ان لوگوں پر احسان جتلاتے پھریں، یا ان کو پھر اپنا نوکر وغلام سمجھیں، جن پر صدقات، خیرات خرچ کرتے ہیں، اور نہ ان کو کوئی اس قسم کا طعنہ دیں کہ تم ہمارے ٹکروں پر پلتے ہوں، اور ہمارے سامنے زبان چلاتے ہو، جیسے بعض لوگ اپنے ماتحت یا تعلق والے غریبوں پر خرچ کر کے پھر یہ کچھ کرتے ہیں۔

اگلی آیت میں ان مومنین کی خود اپنی زبان سے کہلوایا ہے کہ ہم یہ انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ تمام نیک اعمال جو کرتے ہیں، تو ہم اس دن سے ڈرتے ہیں جو سخت حزن والا، سختیوں سے بھرا ہوا سخت ترین، طویل ترین ہوگا، گویا کہ پیچھے آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی کہ یہ قیامت کے دن کی فکر واندیشہ رکھتے ہیں، اور اس آیت میں خود ان کا مکالمہ نقل کیا کہ وہ خود بھی موقعہ بموقعہ، بات بات میں قیامت کی سختیوں اور اس کی جواب طلبی سے خوف واندیشہ کا ذکر مذاکرہ کرتے ہیں، اور قیامت کے دن کو ''عبوس'' اور ''قمطریر'' فرمایا، یعنی سخت غمزدہ اور مصیبتوں سے بھرا طویل ترین دن، جبکہ پیچھے آیت میں اس دن کے شر کو ''مستطیر'' فرمایا تھا، تو پچھلے آیت میں اس دن کی ہولنا کی کے کائناتی اثرات کا ذکر تھا، اور اس آیت میں

اس دن کی ہولنا کی کے انسانی اثرات کا ذکر ہے کہ اس دن کے حالات اتنے ہولناک ہوں گے کہ ہر انسان غم میں ڈوبا ہوا ہوگا، اور اس دن کی جو سختیاں اسے پیش آ رہی ہوں گی، اس دن کے طویل دورانیے کی وجہ سے وہ ختم ہونے میں ہی نہ آئیں گی۔

اگلی آیت میں ایسوں کے لئے بشارت ہے کہ جو اس دنیا میں اس دن سے لرزاں و ترساں رہیں گے، اور اس کی تیاری کریں گے، تو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اس دن کے شدائد و منکرات سے بالکل بچالیں گے، اور ان کو امن و عیش، راحت و سرور، فرحت و لذت، عطا فرمائیں گے، اہلِ ایمان، اہلِ جنت کو اس دن کیا کیا اعزاز و اکرام حاصل ہوں گے؟ پیچھے آیات میں بیان ہو چکا ہے، احادیثِ مبارکہ میں قیامت میں اہلِ جنت کے راحت و سرور، ان کے اعزاز و اکرام کی بہت کچھ تفصیلات بیان ہوئی ہیں، جن کی رو سے ان کے لئے یہ دن بہت مختصر ہوگا، حساب کتاب ان کا بالکل آسان ہوگا، اعمال تولے جانے کے موقع پر وہ سرخرو اٹھیں گے، عرش کا سایہ ان کو حاصل ہوگا، حوضِ کوثر، آبِ حیات ان کو عطا ہوگا، پلِ صراط پر سے بجلی کی سی تیزی سے گزر جائیں گے، مشک کے ٹیلوں پر اس دن شاداں و فرحاں بیٹھے مناظرِ محشر کے نظارے کر رہے ہوں گے، جنت کی طرف اعزاز و اکرام کے ساتھ جائیں گے، شفاعت کا ان کو حق دیا جائے گا، رحمان تعالیٰ کے سامنے وفد کی صورت میں آئیں گے۔

یوم نحشر المتقین الی الرحمن وفدا (سورۃ مریم، رقم الآیۃ ۸۵)

اللہ تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف پائیں گے، اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوں گے، فرشتے ان پر سلام کہیں گے، ان کو خوشخبریاں سنائیں گے، ان کی دلجوئی کریں گے۔

اگلی آیتوں میں ان کے انعام و اکرام کے کچھ نمونے پیش کیے گئے ہیں۔

من فضۃ اکواب کانت قواریرا .قوایر من فضۃ

(چاندی کے برتن، فنجان، آبخورے، کپ وغیرہ، چاندی سے بنے ہوئے شیشے کے برتن)

''قواریر من فضۃ'' چاندی سے بنا شیشہ، دنیا میں تو اس کی کوئی نظیر نہیں، چاندی چاندی ہے اور شیشہ شیشہ ہے، شیشہ، ریت، پتھر، مٹی جیسی کثیف اور ثقیل دھاتوں سے بنتا ہے، انسان اپنی کاریگری اور فن سے اس کثیف میٹریل سے شیشہ بنا کر اس میں صفائی اور آب و تاب پیدا کر دیتا ہے، اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ جنت میں برتن بنانے کے لئے جو شیشہ استعمال ہوگا، وہ ریت، پتھر، کنکر کو پیس کر نہیں بنا ہوگا،

بلکہ چاندی کوٹ پیس کر بنایا ہوگا، اور چاندی اپنی ذات میں پتھر، مٹی، ریت کی نسبت بہت لطیف اور صاف اور چمکدار آب دار دھات ہے، تو جب انسان ریت، پتھر سے شیشہ بنا کر اس میں چمک اور صفائی پیدا کر دیتا ہے، تو اللہ کے ہاں اس مخصوص صنعت و کاریگری کی عظمت و وقعت کا کیا عالم ہوگا، کہ روشن و چمکدار دھات چاندی سے شیشہ اور شیشہ کے ظروف و آلات بنیں گے، ان میں کتنی آب و تاب، چمک و دمک، صفائی و رنگینی، خوش سلیقگی، عمدگی، خوبصوری، نفاست ہوگی، اور ان کے استعمال میں کیا کیف و سرور ہوگا، غرضیکہ شیشے کے جو برتن وہاں ہوں گے، اس شیشے کا مادہ و میٹریل چاندی ہوگی، ریت مٹی وغیرہ نہ ہوں گے، اور انسانی ٹیکنالوجی کو خدائی ٹیکنالوجی سے جو نسبت ہوسکتی ہے، وہ ظاہر ہے۔ ع

چہ نسب خاک را با عالم پاک

وَقَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا

کہ جنت کے یہ ظروف، برتن ایک خاص ترکیب و طریقے پر ڈھالے، بنائے گئے ہوں گے، یعنی آج مشینی دور کے صنعتی محاورے میں یوں کہیں گے کہ یہ جنتی برتن، استعمالی اشیاء ایک مخصوص و نادر ٹیکنالوجی کا شاہکار ہوں گے، جس ٹیکنالوجی کا زمینی مخلوق کو زمین پر رہتے ہوئے کبھی وہم و گمان بھی نہ گزرا ہوگا، آج جنت میں پہنچ کر ہی اس عالم کی صنعت گریوں، مصنوعات، اور شاہکار چیزوں سے ان کو واسطہ پڑے گا۔

واضح رہے کہ یہاں چاندی کے شیشہ نما برتنوں کا ذکر ہے، سونے کے برتن بھی جو جنت میں ہوں گے، ان کا ذکر قرآن میں دیگر مقامات پر ہے، مثلاً سورہ زخرف کی یہ آیت:

"یطاف علیهم بصحاف من ذهب" (سورة الزخرف، آیت ۷۱)

جس کی تفصیل اسی مضمون میں اپنے موقع پر بیان ہوچکی ہے۔ (جاری ہے............)

جُمعہ مُبارکہ کے فضائل واحکام

جُمعہ مُبارکہ کے دن اور اس کی رات اور جمعہ مبارکہ کی نماز کے فضائل واحکام، جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا، اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا اہم کام انجام دیئے گئے؟ اور اس دن آئندہ کیا کیا اہم کام انجام دیئے جائیں گے؟ جمعہ کے دن اور جمعہ کی نماز وخطبہ کے متعلق قرآن وسنت، اور فقہ میں بیان شدہ مفصل ومدلّل فضائل، احکام ومنکرات، خواتین اور مرد حضرات کے لیے جمعہ کے دن ورات، کے مسنون ومستحب اعمال، اور منکرات کا تحقیقی جائزہ، خواتین اور مرد حضرات کے لئے یکساں مفید

مصنّف: مفتی محمد رضوان

مقالات و مضامین

قاری جمیل احمد

محرم اور یومِ عاشور

محرم کے معنیٰ عظمت کے آتے ہیں، یہ عظمت کا مہینہ ہے، یہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے، مسلمانوں کا اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے، اور عیسائیوں کا سال جنوری سے شروع ہوتا ہے، مسلمانوں کا اپنا کیلنڈر رہے، اور عیسائیوں کا اپنا الگ کیلنڈر رہے۔

مسلمانوں کے مہینے چاند کے حساب سے شروع ہوتے ہیں، جبکہ غیر مسلموں کے سورج وغیرہ کے حساب سے اور عیسائیوں کا سال عیسیٰ علیہ السلام کی یومِ پیدائش سے شروع ہوتا ہے، اور مسلمانوں کا سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرتِ مدینہ سے شروع ہوتا ہے۔

مگر دکھ کی بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے اسلام کے نظامِ زندگی کو چھوڑ دیا ہے۔

یہاں تک نوبت آ گئی ہے کہ مسلمانوں کو انگریزی مہینوں کے نام، جنوری، فروری وغیرہ تو یاد ہیں، مگر اپنے اسلامی مہینوں کے نام، محرم، صفر وغیرہ یاد نہیں ہیں، اور انگریزی تاریخ بدلنا تو یاد ہے کہ انگریزی تاریخ رات کو بارہ بجے بدلتی ہے، مگر اسلامی تاریخ بدلنا یاد نہیں ہے کہ اسلامی تاریخ سورج غروب ہونے سے بدلتی ہے، مسلمانوں کو انگریزی سنہ عیسوی تو یاد ہے، مگر اپنا اسلامی سنہ ہجری یاد نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے، تو مدینہ میں یہودی دس محرم کو روزہ رکھتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ دس محرم کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ دس محرم کو موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دریا سے پار ہو گئے، اور فرعون اور فرعون کے ساتھی دریا میں غرق ہو گئے، اس پر موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو فرعون اور فرعون کے پیروکاروں سے نجات مل گئی، اس نجات کی خوشی میں ہم لوگ دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تو موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں، جو عقائد موسیٰ علیہ السلام کے تھے، وہی عقائد ہمارے ہیں، اس لئے ہم بھی دس محرم کا روزہ رکھیں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آئندہ سال میں زندہ رہا تو دس محرم کے ساتھ ایک روزہ اور بھی رکھوں گا، تا کہ یہودی عیسائی لوگوں کے ساتھ ہماری مشابہت نہ ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس محرم کا روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے، بعض روایات میں

دس محرم کے روزہ کے ساتھ ایک اور روزہ رکھنے کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے، تاکہ مسلمانوں کے روزہ کی کافروں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

دس محرم کا روزہ رکھنے کی کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس محرم کا روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، دس محرم کا روزہ نفلی روزہ کہلاتا ہے، فرض نہیں، رمضان المبارک کے روزوں کا حکم آنے سے پہلے دس محرم کا روزہ فرض تھا، جب رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے احکام قرآن کریم میں نازل ہوگئے، تو پھر دس محرم کا روزہ نفلی بن گیا، نفلی روزہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر نفلی روزہ رکھیں، تو بڑا اجروثواب ہے، اور نہ رکھیں، تو آخرت میں پکڑ نہیں ہے۔

دس محرم کا روزہ رکھنا نفل ہے، مگر اس روزے کا اتنا زیادہ فائدہ ہے کہ آدمی کے ایک سال کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، آدمی کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ کب ختم ہوجائے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم اس موقع کو غنیمت جانیں، اور دس محرم کا روزہ رکھیں، اور دس محرم کے روزہ کے ساتھ ایک اور روزہ بھی رکھ لیں، تاکہ کافروں کے ساتھ ہماری مشابہت نہ ہو۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس محرم کو اپنے گھر والوں کے رزق میں کشادگی کرنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کے ایک سال کے رزق میں کشادگی و برکت عطا فرماتے ہیں۔

دس محرم والے دن اپنے گھر والوں کے رزق میں وسعت کریں، گھر کے خرچ کا جو روزانہ معمول ہے، اپنی استطاعت کے مطابق اس سے کچھ زیادہ خرچ کرلیں، دس محرم کو گھر والوں کے رزق میں کشادگی کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ پورے سال کے رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں، دس محرم کو کرنے کے دو کام ہیں، ایک یہ کہ دس محرم کو روزہ رکھیں، اور دوسرا یہ کہ اپنے گھر والوں کے رزق میں کشادگی اور وسعت کریں، اور گناہوں سے بچیں، مگر دس محرم کو جو کرنے کے کام ہیں، بہت سے مسلمان وہ نہیں کرتے، اور جو نہ کرنے کے کام ہیں، وہ کرتے ہیں، دس محرم کو اس طرح کے بے شمار گناہوں کے مناظر سامنے آتے ہیں۔

محرم کے حوالہ سے ہونے والے تمام گناہوں سے خود بھی بچیں، اور اپنے اہل وعیال کو بچائیں، اور جو لوگ آپ کی بات کا لحاظ رکھتے ہیں، ان کو بھی گناہوں سے بچائیں، اور دس محرم کو جو نیک کام کرنے کے ہیں، ان کو خود بھی کریں، اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے محفوظ فرمائے، اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسلسلہ : تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ رمضان: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ رمضان ۷۰۳ھ: میں حضرت ابومحمد بن ابوالقاسم بن یوسف بن سعد بن خالد نابلسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۴۲۷)

☐......ماہِ رمضان ۷۰۴ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن یعقوب بن عثمان، اربلی دمشقی ذہبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۳۱۱)

☐......ماہِ رمضان ۷۰۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ایوب بن عبدالقاہر بن برکات حلبی تادفی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۱۷۳)

☐......ماہِ رمضان ۷۰۹ھ: میں حضرت ابوالفضل عبدالاحد بن عبداللہ بن عبدالاحد بن عبداللہ بن سلامۃ بن شقیر حرانی تاجر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۳۴۵)

☐......ماہِ رمضان ۷۱۰ھ: میں حضرت ابوالفضل اسحاق بن ابوبکر بن ابراہیم بن ہبۃ اللہ بن طارق اسدی حلبی حنفی نحاس رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۱۶۹)

☐......ماہِ رمضان ۷۱۱ھ: میں حضرت امِ احمد عائشہ بنت رزق اللہ بن عوض مقدسیۃ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۹۰)

☐......ماہِ رمضان ۷۱۶ھ: میں حضرت فاطمہ بنت ناصح عبدالرحمٰن بن محمد بن عیاش صالحیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۱۰۹)

☐......ماہِ رمضان ۷۱۷ھ: میں حضرت ابوالفضل یوسف بن احمد بن جعفر شاطبی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۳۸۲)

☐......ماہِ رمضان ۷۲۰ھ: میں حضرت احمد بن اسماعیل بن علی بن محمد بن عبدالعزیز سعدی الرئیس فخر الدین بن جباب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۳۹)

☐......ماہِ رمضان ۷۲۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن یحییٰ بن علی بن ابوبکر بن محمد بن موسیٰ مقری تجیبی اندلسی شاطبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۶۴)

Idara Ghufran

□......ماہِ رمضان ۷۲۵ھ: میں حضرت زینب بنت الشرف محمد بن عبدالملک بن عثمان بن مفلح مقدسیہ رحمہا اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۵۶)

□......ماہِ رمضان ۷۲۶ھ: میں حضرت محمد بن محبّ الدین عبداللہ بن احمد بن مقدسی صالحی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۹۹)

□......ماہِ رمضان ۷۲۷ھ: میں حضرت ابوالمعالی محمد بن علی بن عبدالواحد بن عبدالکریم انصاری زملکانی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۴۴)

□......ماہِ رمضان ۷۳۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عزار بن نائل مقدسی مرداوی صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۱۴۸)

□......ماہِ رمضان ۷۳۲ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عمر بن زہیر زرعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۷۸)

□......ماہِ رمضان ۷۳۳ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن ادریس بن محمد بن مفرج بن مزیز صدر حموی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۳۷)

□......ماہِ رمضان ۷۳۴ھ: میں حضرت ابوالفضل یوسف بن اسرائیل بن یوسف مقری صالحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۳۸۵)

□......ماہِ رمضان ۷۳۶ھ: میں حضرت ابواسماعیل علی بن سنجر بن عبداللہ موصلی دمشقی ذہبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۲۸)

□......ماہِ رمضان ۷۳۷ھ: میں حضرت عبدالقادر بن عبدالعزیز بن السلطان عیسیٰ بن عادل ایوبی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۴۰۶)

□......ماہِ رمضان ۷۳۸ھ: میں حضرت ابومحمد یحییٰ بن فضل اللہ مجلی بن دعجان بن خلف عدوی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۳۷۱)

□......ماہِ رمضان ۷۴۲ھ: میں حضرت ابوالقاسم عمر بن بلبان بن عبداللہ رومی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۲ ص ۷۰)

□......ماہِ رمضان ۷۴۴ھ: میں حضرت حسن بن محمد بن اسماعیل بن منصور بدرالدین ابن الطحان التاجر رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج ۱ ص ۲۱۴)

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:10) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام صاحب کا حلقۂ درس وتدریس (حصہ دوم)

امام صاحب رحمہ اللہ اپنے حلقۂ درس میں تفقہ فی الدین کی تعلیم دیتے تھے، اوران کے حلقۂ درس میں علماء وفضلاء کی بڑی جماعت شریک رہتی تھی، ان میں سے ہرایک علم وفن کے مشاہیر تھے۔

ایک مرتبہ وکیع بن جراح نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کیسے دینی معاملہ میں غلطی کرسکتے ہیں، حالانکہ ان کے حلقۂ درس میں ہرعلم وفن کے اہلِ کمال موجود ہوتے ہیں، قیاس واجتہاد میں ابویوسف، محمد بن حسن اورزفر بن ہذیل جیسے اصحاب، حدیث کی معرفت وحفظ میں یحیٰ بن زکریا، حفص بن غیاث، جہان بن علی اور معذل بن علی جیسے اصحاب، اورلغت وعربیت میں قاسم بن معن جیسے اصحاب، زہد وتقویٰ میں فضیل بن عیاض، داود بن نصیر جیسے اصحاب اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے، توجس شخص کے حلقۂ درس میں ایسے اہلِ علم شریک رہتے ہوں، وہ غلطی کیسے کرسکتا ہے، اوراگرکوئی ایسی بات ہوگی، تو یہ لوگ رہنمائی کریں گے۔ [1]

اورحماد بن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہمیں اپنے حلقہ درس میں عزت ووقاراورسنجیدگی کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے، اورہم ان سے اپنے علم کی پیاس بجھایا کرتے تھے، یہاں تک کہ بعض دفعہ بہت دقیق وغورطلب سوال بھی کیا کرتے تھے، مگرقدرتِ خداوندی نے آپ کوحسنِ فہم، سلیم الفطرت، مضبوط اور اچھے حافظے سے نوازا تھا، اس لئے آپ غوروفکر کے بعدان کے جوابات دیا کرتے تھے۔

امام صاحب کا معمول تھا کہ اہم مسائل پرسالوں غوروفکرکرتے تھے، اورجب تک پورے طور سے تحقیق و

---

[1] أخبرني الخلال، أخبرنا الحريري علي بن عمرو أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال: حدثنا نجيح -يعني ابن إبراهيم -حدثنا ابن كرامة قال :كنا عند وكيع يوما فقال رجل :أخطأ أبو حنيفة، فقال وكيع :كيف يقدر أبو حنيفة يخطء ومعه مثل أبي يوسف وزفر في قياسهما، ومثل يحيى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث، وحبان، ومندل في حفظهم الحديث، والقاسم بن معن في معرفته باللغة العربية، وداود الطائي، وفضيل بن عياض في زهدهما وورعهما؟ من كان هؤلاء جلساؤه لم يكد يخطء لأنه إن أخطأ ردوه (تاريخ بغداد للخطيب البغدادي، ج۱۴، ص ۲۵۰)

Idara Ghufran

تنقیح نہیں ہوجاتی تھی، شاگردوں کے سامنے پیش نہیں کرتے تھے۔ [1]

ممتاز تلامذہ

ویسے تو امام صاحب کے حلقۂ درس میں بہت سے علماء شریک ہوتے تھے، مگران میں دس حضرات ایسے تھے، جوکہ حلقۂ درس میں ہمہ وقت شریک رہتے تھے، اوران میں چار حضرات حافظِ قرآن کی طرح فقہ کے حافظ تھے، زفر بن ہذیل، ابویوسف، اسد بن عمرواور علی بن مسہر۔

اور ایک قول کے مطابق سفیان ثوری، علی بن مسہر کے ذریعہ امام صاحب کے اقوال لیتے تھے، اورانہوں نے اپنی کتاب ''الجامع'' کی تدوین بھی علی بن مسہر سے بحث ومذاکرہ کے ذریعہ کی تھی۔

نیز اسماعیل بن حماد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے تلامذہ چھتیس (36) ہیں، ان میں اٹھائیس (28) عہدۂ قضاء کے لائق ہیں، چھ(6) فتویٰ کے قابل ہیں، اوردو قاضیوں اور مفتیوں کوتعلیم وتربیت دے سکتے ہیں، یہ کہہ کر ابویوسف اورزفر کی طرف اشارہ فرمایا۔ [2]

اوراسماعیل بن حماد کا ہی بیان ہے کہ:

امام صاحب کے خاص شاگرد دس تھے، ابویوسف، زفر، اسد بن عمرو، عافیہ اودی، داود طائی، قاسم بن معن، علی بن مسہر، یحییٰ بن زکریا، حبان بن علی اوران کے بھائی معذل بن علی، اوران میں ابویوسف اورزفر جیسا کوئی نہیں تھا۔

آپ کے تلامذہ آپ کے حلقۂ درس میں فقہی مسائل پر بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے، اوراگران مذکورہ جید

---

[1] أخبرنا عمر بن إبراهيم المقرىء قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد بن مغلس قال ثنا نصر بن على قال سمعت خالد بن الحارث يقول سمعت شعبة يقول سمعت حماد بن أبى سليمان يقول كان ابو حنيفة رحمه الله يجالسنا بالسمت والوقار والورع وكنا نغذوه بالعلم حتى دقق السؤال فخفت عليه من ذلك وكان والله حسن الفهم جيد الحفظ حتى شنعوا عليه بما هو والله أعلم به منهم فيلقون عدا الله وانا أعلم أن العلم جليس النعمان كما أعلم ان النهار له ضوء يجلو ظلمة الليل (اخبار ابى حنيفة للصيمرى، ج ا، ص ٢٣)

[2] وقال النخعى :حدثنا عبد الله بن محمد بن بهلول، حدثنا القاسم بن محمد البجلى قال :سمعت إسماعيل بن حماد بن أبى حنيفة يقول :قال أبو حنيفة يوما:

أصحابنا هؤلاء ستة وثلاثون رجلا، منهم ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ، ومنهم ستة يصلحون للفتوى، ومنهم اثنان يصلحان يؤدبان القضاة وأصحاب الفتوى، وأشار إلى أبى يوسف وزفر (ايضاً)

تلامذہ میں سے کوئی نہ ہوتا، تو آپ بحث و مباحثہ سے منع فرما دیتے تھے، اور اس مسئلہ کو لکھنے کا حکم فرماتے تھے، اور جب دوسرے تلامذہ بھی آ جاتے تھے، تو بحث و مباحثہ کی اجازت دے دیتے تھے۔

ایک مرتبہ امام ابو یوسف اور زفر بن ہذیل رحمہما اللہ آپ کے دائیں بائیں بیٹھ کر کسی مسئلہ کے متعلق آپس میں گفت و شنید کر رہے تھے، اور ایک دوسرے کے دلائل کا رد کر رہے تھے، اس دوران ظہر کا وقت ہو گیا، تو آپ نے زفر بن ہذیل سے فرمایا کہ جس جگہ ابو یوسف ہوں، تم اپنی برتری کو بلند نہ کرو، یہ کہہ کر ابو یوسف کے حق میں فیصلہ صادر فرمایا۔ [1]

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں آپ کے حلقۂ درس کے پاس سے گزرا، دیکھا کہ ان کے ارد گرد شاگردوں کی جماعت بلند آواز سے بحث و مباحثہ کر رہی ہے، میں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو مسجد میں شور کرنے سے کیوں نہیں روکتے، آپ نے فرمایا کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دو، یہ اسی طرح سے تفقہ حاصل کریں گے۔ [2]

مذکورہ اقوال و آثار سے آپ کے حلقۂ درس کی وسعت و نورانیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس طرح سے آپ کے ممتاز تلامذہ ہمہ وقت فقہ کی تحقیق و تخریج میں مشغول رہا کرتے تھے، اور یہ بھی کہ آپ ان مسائل کی تحقیق و تخریج، اور ان پر گفت و شنید کی خود نگرانی فرمایا کرتے تھے، اور آپ کے حلقۂ درس میں فقہ و حدیث، لغت و عربیت، علمِ کلام، غرضیکہ ہر قسم کے علم و فن کے اصحابِ کمال موجود رہتے تھے، اور اس طرح آپ کا حلقہ درس کوفہ کا بہت بڑا حلقۂ درس شمار ہوتا تھا، جس میں کئی اصحاب دور دراز کے اسفار طے کر کے آپ کے حلقہ میں شریک ہونے کے لئے آیا کرتے تھے، اور اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لئے سالوں سال وہاں قیام کرتے تھے، پھر یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں اور ملکوں میں فقہ کی تدوین کا سبب بنتے تھے۔

(جاری ہے............)

---

[1] وقال النخعي :حدثنا إبراهيم بن إسماعيل الطلحي عن أبيه عن عمر بن حماد بن أبي حنيفة عن أبيه قال :رأيت أبا حنيفة يوما وعن يمينه أبو يوسف، وعن يساره زفر، وهما يتجادلان في مسألة، فلا يقول أبو يوسف قولا إلا أفسده زفر، ولا يقول زفر قولا إلا أفسده أبو يوسف إلى وقت الظهر، فلما أذن المؤذن رفع أبو حنيفة يده فضرب بها على فخذ زفر وقال :لا يطمع في رياسة ببلدة فيها أبو يوسف .قال:وقضى لأبي يوسف على زفر (ایضاً، ص ۲۴۹)

[2] أحمد بن أبي خيثمة :نا إبراهيم بن بشار، عن سفيان بن عيينة، قال :كررت بأبي حنيفة في المسجد، وإذا أصحابه حوله قد ارتفعت أصواتهم، فقلت :ألا تنهاهم عن رفع الصوت في المسجد؟ قال :دعهم فإنهم لا يتفقهون إلا بهذا(مناقب الامام ابی حنیفه و صاحبیه، ج ۱، ص ۳۵)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط:3) مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حُلیہ مبارکہ

حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ فِي مَشْهَدٍ لَهُمْ، فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ أَصْلَعَ أَعْسَرَ أَيْسَرَ قَدْ أَشْرَفَ فَوْقَ النَّاسِ بِذِرَاعٍ عَلَيْهِ إِزَارٌ غَلِيظٌ، وَبُرْدٌ غَلِيظٌ قُطْنٌ، وَهُوَ مُتَلَبِّبٌ بِهِ ...... عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۸۵۳۳، المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۵۱)

ترجمہ: اہلِ مدینہ اپنے ایک اجتماع میں جانے کے لئے نکلے، تو اُن میں ایک آدمی جن کے سَر کے سامنے کے بال نہ تھے، وہ دائیں، بائیں دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنے والے لوگوں سے ایک ہاتھ بلند قد کے ساتھ نمودار ہونے والے، جنہوں نے موٹی تہبند اور چادر اوڑھ رکھی تھی، اور وہ تلبیہ کہنے والے تھے...... یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے (عبدالرزاق، طبرانی)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

كُنْتُ بِالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ أَعْسَرُ أَيْسَرُ ضَخْمٌ، إِذْ أَشْرَفَ عَلَى النَّاسِ، كَأَنَّهُ عَلَى دَابَّةٍ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۵۹) [1]

ترجمہ: میں مدینہ میں تھا کہ ایسی شخصیت کے حامل آدمی جو گندمی رنگت والے، سَر کے سامنے کے بال سے خالی، دائیں بائیں دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنے والے، بارُعب شخصیت کے مالک، (قد کے اعتبار سے) لوگوں میں ایسے ظاہر ہونے والے جیسے کسی چوپائے پر بیٹھے ہوں، یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے (طبرانی)

---

[1] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۴۰۱، بَابٌ فِي صِفَتِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

رَكِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَرَسًا فَرَكَضَهُ، فَانْكَشَفَتْ فَخِذُهُ فَرَأَى أَهْلُ نَجْرَانَ عَلَى فَخِذِهِ شَامَةً سَوْدَاءَ، فَقَالُوا :هَذَا الَّذِي نَجِدُ فِي كِتَابِنَا أَنَّهُ يُخْرِجُنَا مِنْ أَرْضِنَا " (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۵۳، معرفة الصحابه لابی نعیم، رقم الحديث ۱۶۷) [1]

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے، اور اُسے ایڑ لگائی، تو آپ کی ران کُھل گئی، اہلِ نجران (کے اہلِ کتاب) نے آپ کی ران پر کالا نشان دیکھ لیا، توانہوں نے کہا کہ یہی وہ آدمی ہیں، جن کے بارے میں ہماری کتاب میں ہے کہ یہ ہمیں ہماری زمین سے نکالیں گے (طبرانی، ابونعیم)

مذکورہ روایات سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اجمالی حُلیہ مبارکہ معلوم ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا نتیجہ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اللَّهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ قَالَ : وَكَانَ أَحَبَّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ (ترمذی، رقم الحديث ۳۶۸۱) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے اللہ! ابوجہل اور عمر بن خطاب میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اس سے اسلام کو تقویت پہنچا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں عمر رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک محبوب ہوئے (ترمذی)

اس طرح کی حدیث حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابنِ عباس، حضرت عائشہ، حضرت عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے بھی مروی ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۴۴۰۰، بَابٌ فِي صِفَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)

[2] قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.
وقال شعيب الارنؤوط: صحيح (حاشية ترمذی)

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ صَدْرَ عُمَرَ بِيَدِهِ حِينَ أَسْلَمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَهُوَ يَقُولُ :اللَّهُمَّ أَخْرِجْ مَا فِي صَدْرِهِ مِنْ غِلٍّ، وَأَبْدِلْهُ إِيمَانًا يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ١٠٩٦) [1]

ترجمہ: جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کے سینہ پر اپنے ہاتھ سے یہ دعا کرتے ہوئے تین مرتبہ ضرب لگائی، کہ اے اللہ! عمر کے سینہ سے کھوٹ نکال دیجئے، اور اسے ایمان سے بدل دیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی (طبرانی)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے اور آپ کے مضبوط ایمان ہونے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں کا اثر تھا۔

اسلام کے اعلان کے وقت حضرت عمر کو مشکلات کا سامنا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا أَدَعُ مَجْلِسًا جَلَسْتُهُ فِي الْكُفْرِ إِلَّا أَعْلَنْتُ فِيهِ الْإِسْلَامَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ وَفِيهِ بُطُونُ قُرَيْشٍ، مُتَحَلِّقَةٌ، فَجَعَلَ يُعْلِنُ الْإِسْلَامَ، وَيَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَثَارَ الْمُشْرِكُونَ، فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ وَيَضْرِبُهُمْ، فَلَمَّا تَكَاثَرُوا عَلَيْهِ خَلَّصَهُ رَجُلٌ .فَقُلْتُ لِعُمَرَ :مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي خَلَّصَكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ؟ قَالَ :ذَاكَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ السَّهْمِيُّ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ١٢٩٣) [2]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کفر سے اسلام قبول کرتے ہوئے کوئی بھی ایسی مجلس نہیں تھی، جس میں میں نے

---

[1] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، باب فی اسلامه رضی الله عنه، تحت رقم الحديث ١٤٤١٧)

[2] قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١٤٤١٥، باب فی اسلامه رضی الله عنه)

اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہ کیا ہو، چنانچہ ایک مجلس جس میں قریش کے سردار حلقہ بنائے بیٹھے تھے، میں نے اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہوئے اللہ کی وحدانیت اور محمد کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دی، تو مشرکوں نے دھاوا بول دیا، مشرک مجھے مارنے لگے، اور میں اُنہیں مارنے لگا، پھر جب لڑائی میں تیزی آ گئی، تو ایک آدمی نے مجھے چُھڑایا، میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مشرکین سے آپ کو کس آدمی نے چھڑایا، تو فرمایا کہ وہ عاص بن وائل سہمی تھے (طبرانی)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے پر مشرکین نے دوسرے مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی تکلیفیں دینا شروع کردیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کا مقابلہ کیا، اور اپنے اسلام پر قائم رہے۔

حضرت عمر کے اسلام کے بعد مسلمانوں کو آسانی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مَازِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ (بخاری، رقم الحدیث ۳۶۸۴)

ترجمہ: جب سے عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے ہیں، اس وقت سے ہم برابر کامیاب (اور غالب) رہے ہیں (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

وَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نُصَلِّيَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ ظَاهِرِينَ حَتّٰى أَسْلَمَ عُمَرُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۴۴۸۷) [1]

ترجمہ: اللہ کی قسم ہمیں کعبہ کے پاس نماز پڑھنے (وعبادت کرنے) کی طاقت نہ تھیں، یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ اسلام لے آئے (حاکم)

مذکورہ احادیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شجاعت وبہادری اور مسلمانوں کو آپ کے ایمان لانے سے قوت اور طاقت حاصل ہونا معلوم ہوا۔

---

[1] قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.
وقال الذهبي: صحيح.

پیارے بچو!   حافظ محمد ریحان

جادوگراور اللہ والا

پیارے بچو! پرانی بات ہے، بہت پرانی۔ایک بادشاہ تھا۔اس کا ایک جادوگر تھا۔دن بہ دن جادوگر بوڑھا ہوتا جارہا تھا۔ایک دن اس نے سوچا میں دن بہ دن بوڑھا ہوتا جارہا ہوں اور قریب ہے کہ میں فوت ہوجاؤں، کیوں نہ میں یہ جادو کسی کو سکھا کر جاؤں۔اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک نوجوان لڑکا بھیجو۔میں اسے اپنا سارا جادو سکھادوں گا۔

بادشاہ نے جادوگر کے پاس ایک لڑکا بھیج دیا۔لڑکا روز جادوگر کے پاس آتا اور جادوگر اسے جادو سکھاتا۔ایک دن لڑکا جادوگر کے پاس آرہا تھا، آدھے راستے میں پہنچتے ہی اسے ایک اللہ والا دکھائی دیا، جو لوگوں کو نصیحت اور بھلی باتیں بتا رہا تھا۔لڑکے کو اس کی باتیں بہت اچھی لگیں اور کھڑا اس کی باتوں کو سننے لگا۔

اب روز لڑکا جادوگر کے پاس آتے ہوئے اور واپس گھر جاتے ہوئے اللہ والے کے پاس بیٹھ جاتا اور اللہ والا لڑکے کو اچھی اچھی باتیں بتاتا۔

دن گزرتے گئے اور لڑکے کا روز کا یہی معمول تھا۔ایک دن لڑکا راستے میں تھا کہ ایک جگہ اسے لوگ اکٹھے ہوئے دکھائی دیئے۔اس نے جا کر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے لوگوں نے بتایا کہ سمندر سے ایک بہت بڑا جانور نکل آیا ہے اور اس نے لوگوں کا راستہ بند کررکھا ہے۔

لڑکے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا آج کا دن فیصلے کا ہے۔آج پتا چلے گا کہ اللہ جادوگر کو پسند کرتا ہے یا اللہ والے کو۔اس نے کہا اے اللہ! اگر تو اس نیک بندے کو پسند کرتا ہے (جس کے پاس میں جاتا ہوں) تو اس جانور کو یہاں سے ہٹادے تاکہ لوگ یہاں سے گزر سکیں۔اس نے یہ کہا اور پتھر اس جانور کو مار دیا۔پتھر مارتے ہی جانور مرگیا اور سب لوگ وہاں سے گزر گئے۔لڑکے کو پتا چل گیا کہ اللہ والا ٹھیک اور جادوگر غلط ہے۔

لڑکا اللہ والے کے پاس آیا اور یہ سب کچھ اسے بتادیا۔اللہ والے نے کہا: قریب ہی تم بہت بڑی مصیبت

میں پڑو گے۔ مگر یاد رکھو ایسے آڑے وقت کسی کو میرے بارے میں مت بتانا۔ جاؤ اور جا کر اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ والے نے اتنا کہا اور لڑکا چلا گیا اور اللہ کی عبادت کرنے لگا۔ کچھ عرصے بعد لڑکے کو اللہ نے بہت نعمتوں سے نوازا۔ لوگ لڑکے کے پاس آتے اور اللہ لڑکے کے ہاتھ سے لوگوں کو شفا دیتا۔ پیدائشی نابینا (جس کا علاج بہت مشکل ہے) لڑکے کے پاس آتے اور لڑکے کی دعا سے اللہ ان کی بینائی لوٹا دیتا۔

اسی بادشاہ کا ایک وزیر تھا۔ وہ پیدائشی نابینا تھا۔ وزیر کو اس لڑکے کے بارے میں پتا چلا کہ وہ تو پیدائشی نابینا کی بینائی لوٹا دیتا ہے۔ وزیر نے بہت زیادہ تحفے تحائف لیے اور لڑکے کے پاس آ کر کہنے لگا، میں نے سنا ہے کہ تم لوگوں کو ٹھیک کرتے اور نابینا کو بینا کرتے ہو۔ لڑکے نے کہا نہیں اللہ سب کو ٹھیک کرتا ہے۔ میں تو صرف اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ وزیر کہنے لگا، میرے لیے بھی اپنے اللہ سے دعا کرو۔ لڑکے نے کہا، پہلے اللہ پر ایمان لاؤ، اللہ کو ایک مانو۔ پھر میں اللہ سے آپ کے لیے دعا کر سکتا ہوں۔ وزیر ایمان لے آیا۔ لڑکے نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ نے وزیر کی بینائی لوٹا دی۔

اگلے دن وزیر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا، ارے بھئی، تمہارے بینائی کیسے واپس آئی؟ وزیر نے بادشاہ کو سب کچھ بتا دیا اور کہا کہ میں اللہ پر ایمان لے آیا ہوں۔ بادشاہ کا غصہ ساتویں آسمان پر چلا گیا، کہنے لگا: کیا تمہارا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ میں ہی تم سب کا رب ہوں۔ بادشاہ نے وزیر سے اس لڑکے کا بہت پوچھا مگر وزیر نے نہ بتایا۔ بادشاہ نے وزیر کو طرح طرح کی تکالیف پہنچائیں، بالآخر وزیر نے لڑکے کا بتا دیا۔

بادشاہ نے لڑکے کو بلوایا اور کہا: میں نے تمہارے بارے میں یہ یہ سنا ہے۔ آیا یہ سچ ہے؟ لڑکا بولا جی ہاں بلکل سچ ہے۔ بادشاہ نے کہا تجھے یہ سب کچھ کس نے سکھایا ہے؟ لڑکے نے نہ بتایا۔ بادشاہ نے وزیر کی طرح لڑکے کو بھی مختلف طریقوں سے ٹارچر کیا۔ بالآخر لڑنے نے اللہ والے کا بتا دیا۔ بادشاہ نے اللہ والے کو بلایا اور اس سے اللہ کو نہ ماننے اور بادشاہ کو خدا ماننے کا کہا، اللہ والے نے انکار کیا اور کہنے لگا: تم چاہے جو کچھ بھی کر لو میں اپنے اللہ کو ہی اپنا رب مانوں گا۔ بادشاہ نے کہا: ایک آرا لایا جائے، آرا لایا گیا اور اللہ والے کے سر کے بلکل درمیان رکھا اور چلا کر اللہ والے کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے۔

یہ سب منظر وزیر دیکھ رہا تھا۔ اب وزیر کو بلایا گیا اور اس سے کہا کہ بادشاہ کو اپنا خدا مانو۔ وزیر نے بھی وہی جواب دیا جو اللہ والے نے دیا تھا۔ آخر کار وزیر کا بھی وہی حال کر دیا گیا۔

لڑکے سے بادشاہ نے کہا: بتاؤ بھئی اب تم کیا کہتے ہو؟ لڑکے نے کہا میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا خدا نہ مانوں گا۔ بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جایا جائے، اگر لڑکے نے مجھے خدا مان لیا تو ٹھیک ہے، ورنہ اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ لڑکے نے اللہ سے دعا کی۔ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے ہی ایک زوردار زلزلہ آیا اور بادشاہ کے سب سپاہی پہاڑ سے نیچے گر گئے۔ لڑکا چلتا ہوا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا: میرے سپاہی کہاں ہیں؟ لڑکا بولا، اللہ سب کو کافی ہو گیا۔ بادشاہ نے دوسرے سپاہیوں کو حکم دیا کہ لڑکے کو سمندر کے بلکل بیچ و بیچ لے جاؤ۔ اگر مجھے اپنا خدا مان لیا تو ٹھیک ورنہ کشتی سے نیچے پھینک دینا۔ اب کی بار بھی سپاہیوں کا وہی حال ہوا۔ سب سپاہی سمندر میں ڈوب گئے اور لڑکا بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ بولا: ارے بھئی تو مرتا کیوں نہیں؟ لڑکا بولا: میں تمہیں ایک طریقہ بتاتا ہوں۔ اگر تم مجھے اس طریقے پر مارو گے تب میں مروں گا۔ بادشاہ بولا: ہاں ہاں ضرور بتاؤ۔ لڑکا بولا: سب لوگوں کو ایک کھلے میدان میں جمع کرو اور کھجور کے ایک لمبے درخت پر مجھے لٹکاؤ، پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالو اور یہ پڑھ کر تیر چلاؤ۔

بسم اللہ رب الغلام

اس اللہ کے نام کے ساتھ جو اس لڑکے کا رب ہے

بادشاہ نے اسی طرح کیا اور تیر چلایا۔ تیر سیدھا لڑکے کی کنپٹی پر آ کر لگا اور لڑکا وہیں (on the spot) مر گیا۔ اب سب لوگوں کو پتا چل گیا کہ اللہ ہی سب کا خدا ہے یہ بادشاہ نہیں ہے۔ سب لوگ اللہ پر ایمان لے آئے۔ بادشاہ کو اپنی بادشاہت اور سلطنت کا خطرہ ہونے لگا۔ بادشاہ نے سپاہیوں سے کہا: ایک گہرہ گڑھا کھودو اور اس میں آگ سلگاؤ۔ لوگوں میں سے جو مجھے اپنا خدا مان لے اسے چھوڑ دو باقی سب کو اس گڑھے میں پھینک دو۔

سب لوگ گڑھے میں کود پڑے اور کسی نے بادشاہ کو اپنا خدا نہ مانا۔

پیارے بچو! دیکھو پہلے لوگوں پر کیسے کیسے حالات اور مصیبتیں آئیں مگر سب نے اللہ کو اپنا خدا مانا۔ ایک دفعہ اللہ کو ایک مان لیا تو ہر آفت سے ٹکرانے کے لیے تیار رہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ کو ایک مانیں اور ہر طرح کی مصیبت کو نظر انداز کرتے ہوئے اللہ کی توحید کا پرچم بلند کریں۔

بزمِ خواتین

مولانا طلحہ مدثر

ازواج مطہرات کے نکاح(قسط5)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ابتدائی نام برہ تھا نبی علیہ السلام نے تبدیل فرما کر زینب رکھا تھا ،کنیت ام الحکم تھی،اور آپ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے اسد بن خزیمہ سے تھا،آپ امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں جو کہ نبی علیہ السلام کی پھوپھی تھیں اسی نسبت سے نبی علیہ السلام آپ کے ماموں زاد بھائی تھے جبکہ آپ نبی علیہ السلام کی پھوپھی زاد بہن تھیں،آپ نے نبوت کے اعلان کے بعد ابتدائی دنوں میں اسلام قبول کرلیا تھا اسی لیے آپ کو سابقون الاولون میں شریک ہونے کا شرف حاصل ہے،آپ کا پہلا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو کہ نہایت معزز صحابی اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے آزاد کردہ غلام تھے،نیز نبی علیہ السلام نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا جس کی وجہ سے نبی علیہ السلام ان سے بہت محبت کرتے تھے،حضرت زید رضی اللہ عنہ ابتدائی طور آزاد تھے لیکن بچپن میں ان کو ڈاکوؤں نے پکڑ کر غلام کی حیثیت سے عکاظ کے بازار میں فروخت کردیا تھا،جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی کسی فرد کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیتا تھا تو اس کے ساتھ ہر لحاظ سے حقیقی اولاد کی طرح کا سلوک کیا جاتا تھا نسب وراثت وغیرہ ہر اعتبار سے اس کو حقیقی اولاد کا درجہ دیا جاتا تھا،اسی وجہ سے منہ بولی اولاد کے بارے میں قرآنی آیات کے نزول سے پہلے تک حضرت زید کو زید بن محمد کہا جاتا تھا چنانچہ حضرت عبدللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أَنَّ زَيْـدَ بْـنَ حَـارِثَةَ، مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْـدَ بْـنَ مُـحَـمَّـدٍ حَتَّـى نَـزَلَ القُرْآنُ، (ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ)

(صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن،رقم الحدیث ۴۷۸۲)

ترجمہ:زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو ہم زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

Idara Ghufran

(ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ)

یعنی منہ بولی اولاد کو انکے حقیقی والد سے منسوب کرو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ قابل انصاف ہے(بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

وَكَانَ مَنْ تَبَنَّى رَجُلًا فِي الجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيرَاثِهِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى :(ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ)(صحيح بخاری،رقم الحديث.٤٠٠٠)

ترجمہ: اور جب کوئی شخص کسی دوسرے فرد کو زمانہ جاہلیت میں منہ بولی اولاد بنالیتا تھا تو اس (منہ بولی اولاد کو) اسی شخص کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اور یہ (منہ بولی اولاد) اس شخص کی میراث میں سے حصہ پاتی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ منہ بولی اولاد کو انکے حقیقی والد کے نام سے پکارو(بخاری)

اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی اس رسم کو قرآن مجید کی سورہ احزاب کی آیات نازل فرما کر رَد فرمایا، اور منہ بولی اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دینے سے منع فرمایا۔

(جاری ہے............)

Idara Ghufran

مال کے حقوق ادا کرنا، مال میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت معبد جہنی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ مُعَاوِيَةُ، قَلَّمَا يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَلَّمَا يَدَعُهُنَّ، أَوْ يُحَدِّثُ بِهِنَّ فِي الْجُمَعِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوٌ خَضِرٌ، فَمَنْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهٖ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٦٨٣٧)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت کم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے، البتہ یہ کلمات اکثر جگہوں پر اور جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر کرتے تھے کہ اللہ جس شخص کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطاء فرماتے ہیں، اور یہ دنیا کا مال بڑا میٹھا اور سرسبز وشاداب ہے، سو جو شخص اسے اس کے حق کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت ڈال دی جاتی ہے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا مال ودولت جو سرسبز وشاداب اور میٹھا معلوم ہوتا ہے، تو یہ اسی وقت ہے، جبکہ اس مال کے حقوق مثلاً زکاۃ وغیرہ ادا کیے جائیں، اور جن لوگوں کے حقوق اس مال سے وابستہ ہیں، اُن کے حقوق بھی ادا کیے جائیں، ایسے مال میں برکت شامل کردی جاتی ہے۔

مال میں زیادتی کے لئے سوال کرنا، انگاروں کا سوال کرنا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ أَوْ لِيَسْتَكْثِرْ

(مسلم، رقم الحديث، ١٠٤١ "١٠٥")

ترجمہ: جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ أَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا، فَإِنَّمَا يَسْأَلُ جَمْرَ جَهَنَّمَ، فَلْيَسْتَقِلَّ مِنْهُ أَوْ لِيُكْثِرْ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٨٣٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں سے اُن کا مال (صرف) اپنا مال بڑھانے کی غرض سے سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، تو وہ درحقیقت جہنم کے انگاروں کا سوال کرتا (اور مانگتا) ہے، اب (اس کی مرضی ہے کہ) چاہے تو کم مانگے، یا زیادہ مانگے (ابن ماجہ)

مصافحہ کی فضیلت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا (ترمذی، رقم الحدیث ۲۷۲۷)

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی دو مسلمانوں کی آپس میں ملاقات ہوتی ہے،اور وہ ایک دوسرے سے (رضائے الٰہی کی خاطر) مصافحہ کرتے ہیں،تو اُن کے علیحدہ ہونے سے پہلے اُن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے(ترمذی)

اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا لَقِيَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَصَافَحَهُ، تَنَاثَرَتْ خَطَايَاهُمَا، كَمَا يَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرِ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۲۴۵)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب ایک مؤمن دوسرے مؤمن سے ملتے ہوئے اُسے سلام کرتا ہے،اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے مصافحہ کرتا ہے،تو اُن دونوں کی خطائیں اس طرح جھڑ جاتی ہیں،جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں(طبرانی)

Idara Ghufran

گفتگو سے پہلے سلام کرنے کی اہمیت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلامُ قَبْلَ الْكَلامِ (ترمذی، حدیث نمبر 2699)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام (دراصل) کلام (یعنی گفتگو) سے پہلے ہے

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ (شعب الایمان، حدیث نمبر 8433)

ترجمہ: جو شخص سلام کے ساتھ ابتداء نہ کرے، اُس کو (اندر آنے کی) اجازت نہ دو

مطلب یہ ہے کہ اُس شخص کو اندر آنے یا ملاقات کرنے کی اجازت نہ دو، جو ملاقات کے وقت سلام نہ کرے، اور سلام سے ابتداء کیے بغیر اندر آئے، یا دوسری بات کرے۔

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَأَ الْكَلَامَ قَبْلَ السَّلَامِ فَلَا تُجِيْبُوْهُ

(حلیة الاولیاء، ج۸، ص ۱۹۹)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی سلام سے پہلے کلام (یعنی گفتگو) شروع کردے، تو اُس کو جواب نہ دو (ترجمہ ختم)

مذکورہ احادیث سے گفتگو شروع کرنے سے پہلے سلام کرنے کی اہمیت معلوم ہوئی۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

مقدّس اَوراق کا حکم (قسط1)

سوال

آج کل قرآن وحدیث اور مقدس کلمات ومضامین پر مشتمل مواد کی طباعت کی کثرت ہے، اور مساجد ومکاتب اور مدارس وجامعات اور گھروں ودفتروں وغیرہ میں قرآن مجید واحادیثِ مبارکہ اور اسی طرح دوسرے دینی مضامین پر مشتمل کتب ورسائل کا تحریری مواد اور ایسے نسخے بہت کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں کہ ان کے بوسیدہ وناکارہ ہوجانے کی وجہ سے یا کسی اور سبب کے باعث ان سے استفادہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے یا مالکان کو ان کی ضرورت نہیں رہتی، اخبارات ودیگر رسائل میں بھی اللہ اور رسول کے اسمائے گرامی شائع ہوتے ہیں، اور شہری تنگ آبادی میں اتنی بڑی مقدار میں ایسی پاک وصاف اور چلنے پھرنے سے الگ احترام والی جگہ کا میسر آنا ممکن نہیں ہوتا کہ ان نسخوں یا اوراق کو وہاں ادب واحترام کے ساتھ دفن کیا جائے، جس کے بعد دوبارہ وہ برآمد نہ ہوسکیں۔

تو کیا ایسی صورت میں ان نسخوں یا اوراق اور کتب ورسائل کو بے احترامی سے بچانے کے لئے جلادینے یا ان کو مخصوص مشین سے ریزہ ریزہ کردینے کی گنجائش پائی جاتی ہے؟

اور اسی طریقہ سے اگر ان کو پاک پانی میں ڈال کر مخصوص مشین سے ان کے نقوش مٹادیئے جائیں، اور کاغذ کا گودا (Pulp) بناکر اسے دوبارہ کارآمد بنایا جائے، یعنی اس سے گتہ یا دوبارہ کاغذ وغیرہ بنایا جائے، بالفاظِ دیگر ری سائیکلنگ (Recycling) کی جائے، تو کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟

جس کا ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک بڑے ڈرم نما پلانٹ میں پانی بھر کر اس میں قرآن مجید کے بوسیدہ نسخوں اور مقدس اوراق کو اوپر کی طرف سے ڈالا جاتا ہے، جس کے بعد اس ڈرم میں موجود کٹر (Cutter) کے چلنے سے وہ مواد کٹنا اور ریزہ ریزہ ہونا اور پانی میں گھلنا شروع ہوجاتا ہے، اور گودا بن جاتا ہے، پھر اس گودے سے اضافی پانی کو پاک وصاف دریا میں بہادیا یا بڑے حوض یا کنویں میں جمع کردیا جاتا ہے، اور گودے سے فاضل پانی کے اخراج کے بعد گتہ تیار کیا جاتا ہے، اور کاغذ سازی کے

پلانٹ نصب کرنے کا ہمارے پاس فی الحال انتظام نہیں۔

اگراس کی شرعاً گنجائش پائی جاتی ہے،تو کیااس صورت میں اس گتے کودوبارہ قرآن مجید یا دینی کتب کی جلد بندی کے لئے استعمال کرنا ہی ضروری ہے، یاکسی اور جائز ومفید مقصد کے لئے بھی استعمال کرنے کی گنجائش ہے،اوراگرکسی وقت اس مواد سے کاغذ بنایا جائے،تواس کا کیا حکم ہے؟

مفصل ومدلل جواب دے کرممنون فرمائیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجیداورمقدس اوراق کواہانت کےطور پرآگ میں جلانا یااہانت کےطور پرقطع وبرید کرنا،یااہانت کےطور پراس کے حروف ونقوش کومٹانا جائز نہیں،اوراگرکوئی مسلمان اس طرح کاعمل اہانت کے طور پر قصداًوعمداًکرے،تواس سے کفرلازم آجاتا ہے۔

اوراگرقرآن مجید یامقدس اوراق کے بوسیدہ وپرانا ہونے اوران سے استفادہ کرنے کے دشوار ہونے کی وجہ سےاوران کوبےادبی سے بچانے کی خاطراس طرح کاعمل کرے،تو جائز ہے، بلکہ اگرمذکورہ مقصد کے لئے آگ میں جلانے کی ضرورت پیش آئے،تو بہت سے فقہائے کرام کے نزدیک اس کی گنجائش اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ودیگر صحابۂ کرام وتابعین سے اس کا ثبوت پایا جاتا ہے،خاص طور پر جبکہ اس طرح کے موادکو پاک وصاف جگہ دفن کرنا مشکل ہو، جہاں کسی کے پاؤں نہ پڑتے ہوں،جیسا کہ آج کل شہروں میں دفن کرنے کی پاک اورقابلِ احترام جگہیں میسرآنا مشکل ہیں۔

اوراگر پاک وصاف جگہ بآسانی میسر ہو، جہاں انسانوں اور جانوروں کے پاؤں نہ پڑتے ہوں،تو وہاں احتیاط کے ساتھ پاک کپڑے میں لپیٹ کراس طرح دفن کردینا بھی جائز ہے کہ اس پر مٹی نہ پڑے، بلکہ بعض کےنزدیک افضل ہے۔

اوراگرکاغذ کو پاک پانی سے دھوکر یا ہاتھ یا مشین وغیرہ سے مسل کراس کے نقوش وحروف مٹادیئے جائیں،اور پھراس کاغذیااس کے گودے کودوبارہ قرآن مجید یادوسرے دینی موادکی طباعت یا جلد بندی یا دوسرے کسی جائزومفید کام میں استعمال کیا جائے،تواس کی بھی گنجائش ہے،اوراس میں موجودہ دورکی ری

سائیکلنگ (Recycling) کا طریقہ بھی داخل ہے، جس کی آگے دلائل کے ساتھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مصحف کو جلانے یا مٹانے کا واقعہ

خلیفۂ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے خلافتِ راشدہ کے دور میں تمام صحابۂ کرام اور مسلمانوں کو قرآن مجید کے ایک طرح کے نسخے پر جمع فرمایا تھا، اور اس نسخہ کے علاوہ جن لوگوں کے پاس بھی اپنے اپنے نسخے تھے، جن میں باہم کچھ فرق پایا جاتا تھا، ان کو جلانے، مٹانے، شق یا دفن کرنے کا حکم فرمایا تھا، جس کا ذکر مستند و معتبر احادیث وروایات میں آیا ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَأَرْسَلَ إِلٰی کُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ بِمَا سِوَاہُ مِنَ الْقُرْآنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَۃٍ أَوْ مُصْحَفٍ، أَنْ یُّحْرَقَ (بخاری، رقم الحدیث ۴۹۸۷، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن)

ترجمہ: اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) جو مصاحف لکھوائے، ان میں سے ایک ایک تمام علاقوں میں بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ اس کے سوا جو قرآن (کسی کے پاس بھی) صحیفہ یا مصحف میں ہے، اس کو جلا دیا جائے (بخاری)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

وَبَعَثَ إِلٰی کُلِّ أُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِمَّا نَسَخُوْا، وَأَمَرَ مِمَّا سِوٰی ذٰلِکَ مِنَ الْقُرْآنِ فِیْ کُلِّ صَحِیْفَۃٍ أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ یُّمْحٰی أَوْ یُحْرَقَ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۴۵۰۶، کتاب السیر) [1]

ترجمہ: اور (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) لکھوائے ہوئے مصاحف میں سے ایک ایک نسخہ تمام علاقوں میں بھیج دیا اور حکم دے دیا کہ اس نسخہ کے سوائے جو قرآن صحیفہ یا مصحف میں (کسی کے پاس) ہے، اس کو مٹا دیا یا جلا دیا جائے (ابن حبان)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لکھوائے ہوئے نسخوں کے علاوہ قرآن مجید کے

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: إسنادہ صحیح علی شرطھما (حاشیۃ صحیح ابن حبان)

دیگر نسخوں کے مٹانے یا جلانے کا حکم فرمایا تھا، اور مذکورہ روایات میں ''نسخوا'' سے مراد وہ نسخے ہیں، جو انہوں نے لکھوائے تھے، نہ کہ منسوخ شدہ نسخے۔ [1]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

السابعة عشر جَوَازُ إِحُرَاقِ وَرَقَةٍ فِيهَا ذِكُرُ اللّٰهِ تَعَالَى لِمَصُلَحَةٍ كَمَا فَعَلَ عُثُمَانُ وَالصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنُهُمُ بِالُمَصَاحِفِ الَّتِي هِيَ غَيُرُ مُصُحَفِهِ الَّذِى أَجُمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَيُهِ وَكَانَ ذَلِکَ صِيَانَةً فَهِي حَاجَةٌ (شرح النووی، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه)

ترجمہ: (حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے) سترھویں بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس ورقہ کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو، اُسے کسی مصلحت سے جلانا جائز ہے، جیسا کہ حضرت عثمان اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کے اُن نسخوں کے ساتھ کیا تھا، جو حضرت عثمان کے اُس نسخہ کے علاوہ تھے، جس پر صحابۂ کرام کا اجماع ہوا تھا، اور یہ حفاظت کی غرض سے کیا تھا، پس یہ ایک ضرورت تھی (نووی)

بعض دوسری روایات میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے دوسرے نسخوں کو مٹانے یا جلانے کا ذکر آیا ہے۔ [2]

---

[1] نسخوا سبعة مصاحف فأرسل بستةٍ إلى مكة، والشام، واليمن، والبحرين، والبصرة، والكوفة، وبقى واحدة بالمدينة(التَّحبير لإيضَاح مَعَاني التَّيسير للصنعاني، ج٢ص ٥٠٩،حرف التاء، كتاب :تأليف القرآن وترتيبه وجمعه)

(حتى إذا نسخوا) أي :كتبوا (مرقاة المفاتيح، ج٤،ص ١٥١٩،كتاب فضائل القرآن)

[2] فكتبوا الصحف في المصاحف، فبعث إلى كل أفق بمصحف، وأمر بما سوى ذلك من القرآن في كل صحيفة أن تمحى أو تحرق(السنن الكبرى للبيهقي،رقم الحديث ٢٣٧٤)

عن أبي قلابة قال :لما كان في خلافة عثمان جعل المعلم يعلم قراء ة الرجل ، والمعلم يعلم قراء ة الرجل ، فجعل الغلمان يلتقون فيختلفون حتى ارتفع ذلك إلى المعلمين قال أيوب :لا أعلمه إلا قال :حتى كفر بعضهم بقراء ة بعض ، فبلغ ذلك عثمان ، فقام خطيبا فقال : أنتم عندي تختلفون فيه فتلحنون ، فمن نأى عني من الأمصار أشد فيه اختلافا ، وأشد لحنا ، اجتمعوا يا أصحاب محمد واكتبوا للناس إماما قال أبو قلابة :فحدثني أنس بن مالك (قال أبو بكر : هذا مالك بن أنس) قال :كنت فيمن أملي عليهم فربما اختلفوا في الآية فيذكرون الرجل قد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

تحریق وتمزیق اور تدفین کی روایات

جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے متعلق بعض روایات میں دوسرے نسخوں کو جلانے کے بجائے شق وقطع یا ٹکڑے کرنے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نسخہ باقی رہ گیا تھا، جن کی وفات کے بعد مدینہ منورہ کے امیر ''مروان'' نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے وہ نسخہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تلقاها من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولعله أن يكون غائبا ، أو فى بعض البوادى ، فيكتبون ما قبلها وما بعدها ، ويدعون موضعها حتى يجىء أو يرسل إليه ، فلما فرغ من المصحف كتب إلى أهل الأمصار :أنى قد صنعت كذا محوت ما عندى فامحوا ما عندكم(المصاحف لابنِ ابى داؤد،رقم الحديث ٦١)

أنس بن مالك، أن حذيفة بن اليمان، قدم على عثمان بن عفان، وكان يغزو مع أهل العراق قبل أرمينية فى غزوهم ذلك فيمن اجتمع من أهل العراق، وأهل الشام، فتنازعوا فى القرآن حتى سمع حذيفة اختلافهم فيه ما زعره، فركب حذيفة حتى قدم على عثمان، فقال :يا أمير المؤمنين أدرك هذه الأمة قبل أن يختلفوا فى القرآن اختلاف اليهود والنصارى فى الكتب ؛ ففزع لذلك عثمان بن عفان، فأرسل إلى حفصة بنت عمر أن أرسلى إلى بالمصحف التى جمع فيها القرآن، فأرسلت إليه بها حفصة، فأمر عثمان زيد بن ثابت، وسعيد بن العاص، وعبد الله بن الزبير، وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام أن ينسخوها فى المصاحف، وقال لهم :إذا اختلفتم أنت وزيد بن ثابت فى عربية من عربية القرآن فاكتبوها بلسان قريش، فإن القرآن إنما نزل بلسانهم، ففعلوا حتى كتبت المصاحف، ثم رد عثمان المصحف إلى حفصة، وأرسل إلى كل جند من أجناد المسلمين بمصحف، وأمرهم أن يحرقوا كل مصحف يخالف المصحف الذى أرسل به، فذلك زمان حرقت المصاحف بالنار(مسند الشاميين،للطبرانى،رقم الحديث ١٩٩٢)

[1] حدثنا الحسن بن عثمان، قال :حدثنا الربيع بن بدر، عن سوار بن شبيب، قال " :دخلت على ابن الزبير رضى الله عنه فى نفر فسألته عن عثمان، لم شقق المصاحف، ولم حمى الحمى؟ فقال :قوموا فإنكم حرورية ، قلنا :لا والله ما نحن حرورية، قال :قام إلى أمير المؤمنين عمر رضى الله عنه رجل فيه كذب وولع، فقال :يا أمير المؤمنين إن الناس قد اختلفوا فى القراء ة، فكان عمر رضى الله عنه قد هم أن يجمع المصاحف فيجعلها على قراء ة واحدة، فطعن طعنته التى مات فيها، فلما كان فى خلافة عثمان رضى الله عنه قام ذلك الرجل فذكر له، فجمع عثمان رضى الله عنه المصاحف، ثم بعثنى إلى عائشة رضى الله عنها فجئت بالصحف التى كتب فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن فعرضناه عليها حتى قومناها، ثم أمر بسائرها فشققت (تاريخ المدينة لابن شبة،كتابة القرآن وجمعه)

منگوا کر اس کو دھو دیا تھا۔ ۱؎

اور بعض روایات میں ہے کہ اس کو پھاڑ دیا تھا، اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ ۲؎

اور بعض روایات میں اس نسخہ کو جلانے کا ذکر آیا ہے۔ ۳؎

جس کی محدثین نے تشریح وتوضیح کی ہے۔

چنانچہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ، صحیح بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

ويجمع بأنه صنع بالصحف جميع ذلك من تشقيق ثم غسل ثم تحريق ويحتمل أن يكون بالخاء المعجمة فيكون مزقها ثم غسلها و الله أعلم(فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۹،ص۲۰،قوله باب جمع القرآن)

۱؎ حدثنا حفص بن عمر الدوري، قال :حدثنا إسماعيل بن جعفر، عن عمارة بن غزية، عن ابن شهاب، عن خارجة بن زيد بن ثابت رضي الله عنه قال :لما ماتت حفصة أرسل مروان إلى عبد الله بن عمر رضي الله عنهما بعزيمة، فأعطاه إياها، فغسلها غسلا (تاريخ المدينة لابن شبة،كتابة القرآن وجمعه)

۲؎ حدثنا عثمان بن عمر، قال :أنبأنا يونس، عن ابن شهاب، قال :حدثني أنس رضي الله عنه قال " :لما كان مروان أمير المدينة أرسل إلى حفصة يسألها عن المصاحف ليمزقها وخشي أن يخالف الكتاب بعضه بعضا، فمنعتها إياه ، قال الزهري :فحدثني سالم قال :لما توفيت حفصة أرسل مروان إلى ابن عمر رضي الله عنهما بعزيمة ليرسلن بها، فساعة رجعوا من جنازة حفصة أرسل بها ابن عمر رضي الله عنهما، فشققها ومزقها مخافة أن يكون في شيء من ذلك خلاف لما نسخ عثمان رضي الله عنه (تاريخ المدينة لابن شبة،كتابة القرآن وجمعه)

۳؎ قال ابن شهاب :وأخبرني أنس بن مالك أنه اجتمع لغزوة أذربيجان وأرمينية أهل الشام وأهل العراق، فتذاكروا القرآن فاختلفوا فيه، حتى كاد يكون بينهم قتال، قال :فركب حذيفة بن اليمان لما رأى اختلافهم في القرآن إلى عثمان بن عفان، فقال :إن الناس قد اختلفوا في القرآن، حتى إني والله لأخشى أن يصيبهم ما أصاب اليهود والنصارى من الاختلاف، ففزع لذلك عثمان رضوان الله عليه فزعا شديدا، وأرسل إلى حفصة، فاستخرج الصحف التي كان أبو بكر أمر زيدا بجمعها، فنسخ منها المصاحف، فبعث بها إلى الآفاق، ثم لما كان مروان أمير المدينة أرسل إلى حفصة يسألها عن الصحف ليمزقها، وخشي أن يخالف بعض العام بعضا، فمنعته إياها .قال ابن شهاب :فحدثني سالم بن عبد الله قال :لما توفيت حفصة أرسل إلى عبد الله بن عمر بعزيمة ليرسل بها، فساعة رجعوا من جنازة حفصة أرسل ابن عمر إلى مروان فحرقها، مخافة أن يكون في شيء من ذلك اختلاف لما نسخ عثمان رضي الله تعالى عنه(صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ۴۵۰۷)

قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية صحيح ابنِ حبان)

ترجمہ: اوران روایات میں اس طرح جمع کیا جائے گا کہ قرآن کے نسخوں کے ساتھ یہ تمام امور اختیار کیئے ہوں، ٹکڑے کرنے کے بھی، پھر دھونے کے بھی، پھر جلانے کے بھی، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''خاء'' کے ساتھ ہو، پس پہلے ان کے ٹکڑے کر دیئے ہوں، پھر ان کو دھو دیا ہو، واللہ اعلم (فتح الباری)

اورعلامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

قوله وأمر بما سواه من القرآن فی كل صحيفة أو مصحف أن يحرق فی رواية الأكثر أن يخرق بالخاء المعجمة وللمروزی بالمهملة ورواه الأصيلی بالوجهين والمعجمة أثبت وفی رواية الإسماعيلی أن تمحی أو تحرق(وبعد اسطر) وفی رواية أبی قلابة فلما فرغ عثمان من المصحف كتب إلى أهل الأمصار إنی قد صنعت كذا و كذا ومحوت ما عندی فامحوا ما عندكم.

والمحو أعم من أن يكون بالغسل أو التحريق وأكثر الروايات صريح فی التحريق فهو الذی وقع ويحتمل وقوع كل منهما بحسب ما رأى من كان بيده شیء من ذلک (فتح الباری شرح صحيح البخاری، ج۹،ص ۲۰، ۲۱،قوله باب جمع القرآن)

ترجمہ: اور حدیث میں مذکور یہ قول کہ اس کے علاوہ جو قرآن صحیفہ یا مصحف میں تھا، اس کو جلانے کا حکم دیا، اکثر روایات میں ''یخرق'' خاء کے ساتھ ہے (بمعنیٰ پھاڑنا) اور مروزی کی روایت میں ''یحرق'' حاء کے ساتھ ہے، اور اصیلی نے دونوں طریقوں سے روایت کیا ہے، اور ''خاء'' کے ساتھ زیادہ ثابت ہے، اور اسماعیلی کی روایت میں مٹانے یا جلانے کا حکم دینے کے الفاظ ہیں (اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں) اور حضرت ابو قلابہ کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو جمع کرنے سے فارغ ہو گئے، تو تمام شہروں میں فرمان بھیجا کہ میں نے اس طرح اور اس طرح سے عمل کیا ہے، اور جو میرے پاس دوسرے نسخے تھے، ان کو مٹا دیا ہے، تو جو نسخے تمہارے پاس ہیں، ان کو تم بھی مٹا دو۔

اور مٹانا عام ہے خواہ دھو کر ہو، یا جلا کر ہو، اور اکثر روایات جلانے کی تصریح کرتی ہیں، پس

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلانے کا عمل اختیار کیا تھا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ جلانے اور مٹانے کا عمل ہر شخص نے اپنی حسبِ حیثیت اختیار کیا ہو (یعنی جس کو جس صورت پر عمل میسر ہوا، یا جس نے جس عمل کو اپنی حسبِ شان وحسبِ حالت مناسب سمجھا، اس کو اختیار کیا) (فتح الباری)

مطلب یہ ہے کہ بعض روایات میں مٹانے یا پھاڑنے کا ذکر آیا ہے، اور بعض روایات میں جلانے کا ذکر آیا ہے، اس لئے یا تو جلانے کی روایات کو ترجیح دی جائے گی، اور مٹانے سے مراد جلانا لیا جائے گا، یا یہ کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب چیزوں کا حکم فرمایا ہو، یا ہر شخص کو اس کے حسبِ سہولت حکم فرمایا ہو، کہ جس کو جلانا سہل ہو، وہ جلا دے، اور جس کو مٹانا سہل ہو، وہ مٹا دے، جس کی وجہ یہ تھی کہ اُس زمانے میں صحیفے مختلف شکلوں میں تھے، کسی کے پاس چمڑے پر، کسی کے پاس درخت کے پتوں پر، کسی کے پاس ہڈیوں پر، اور کسی کے پاس کپڑے وغیرہ پر، جس کا صحیح احادیث میں ذکر آیا ہے۔ [1]

اور حضرت ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ مشکاۃ کی شرح میں فرماتے ہیں:

(فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ، أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُّحْرَقَ) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ، مِنَ الْإِحْرَاقِ، قَدْ يُرْوٰى بِالْمُعْجَمَةِ، أَيْ: يُنْقَضُ وَيُقْطَعُ ذَكَرَهُ الطِّيبِيُّ، وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: فِيْ رِوَايَةِ الْأَكْثَرِ أَنْ يُّخْرَقَ بِالْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، وَلِلْمَرْوَزِيِّ بِالْمُهْمَلَةِ، وَرَوَاهُ الْأَصِيْلِيُّ بِالْوَجْهَيْنِ، وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوُدَ، وَالطَّبَرَانِيِّ، وَغَيْرِهِمَا مَا يَدُلُّ عَلَى الْمُهْمَلَةِ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج۴، ص ۱۵۱۹، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ)

ترجمہ: (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) قرآن کے ہر دوسرے صحیفہ یا مصحف کو جلانے کا حکم فرمایا "یُحْرَق" حاء کے ساتھ ہے، احراق یعنی جلانے سے ہے، اور بعض روایات میں

---

[1] عن زيد بن ثابت قال :أرسل إلى أبو بكر مقتل أهل اليمامة، فأتيته وعنده عمر فقال :إن عمر أتانى فقال :إن القتل استحر يوم اليمامة بقراء القرآن وإنى أرى أن تأمر بجمع القرآن فقلت :كيف أفعل شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال عمر :هو والله خير فلم يزل يراجعنى حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدر عمر ثم قال :إنک غلام شاب عاقل لا نتهمک قد كنت تكتب الوحى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القرآن فاجمعه فقلت :كيف تفعلان شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال أبو بكر :هو والله خير فلم يزل يراجعنى حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدر أبى بكر وعمر، والله، لو كلفانى نقل جبل من الجبال ما كان أثقل على من الذى كلفانى، ثم تتبعت القرآن أجمعه من العسب، والرقاع، والصحف، وصدور الرجال(السنن الكبرىٰ للنسائى، رقم الحديث ۷۹۴۱)

خاء کے ساتھ (یُـخْـرَق) بھی ہے،جس کے معنیٰ (جلانے کے بجائے) پھاڑنے اور کاٹنے کے آتے ہیں(یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسرے نسخوں کو کاٹنے اور ٹکڑے کرنے کا حکم دیا) طیبی نے اس کا ذکر کیا ہے،اور علامہ عسقلانی نے فرمایا کہ اکثر روایات میں ''یُخْرَق'' خاء کے ساتھ آیا ہے،اور مروزی کی روایت میں حاء کے ساتھ آیا ہے،اور اصیلی نے دونوں طریقوں سے روایت کیا ہے،اور ابوداؤ داور طبرانی وغیرہ کی روایتوں میں حاء کے ساتھ آیا ہے(مرقاۃ)

اور فقیہ،محدث،علامہ،حافظ ابنِ قرقول المتوفیٰ 569ہجری فرماتے ہیں:

وأمر بكل صحيفة أو مصحف أن يحرق كـذا للمروزى، وللجماعة بالخاء الـمعجمة، والأول أعرف، قال القابسى :وهـو الذى أعرف، وقد روى عن الأصيـلى الـوجهـان، وقـد تـحرق بعد التمزيق (مـطـالـع الأنـوار عـلى صحاح الآثار،لابن قرقول ،ج ٢،ص ٢٦٤،حرف الحاء)

ترجمہ: اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر دوسرے صحیفہ یا مصحف کے جلانے کا حکم فرمایا، مروزی کی روایت میں اسی طریقہ سے ہے،اور ایک جماعت نے خاء کے ساتھ روایت کیا ہے،اور پہلا زیادہ معروف ومشہور ہے،قابسی نے فرمایا کہ یہی زیادہ مشہور ومعروف ہے،اور اصیلی نے دونوں طرح روایت کیا ہے،اور بعض اوقات قطع اور ٹکڑے کرنے کے بعد جلا دیا جاتا ہے(مطالع الانوار)

اور امام قاضی بدرالدین دمامینی مالکی المتوفیٰ 827ہجری فرماتے ہیں:

(أن يُـحْـرَقَ) بـحـاء مهملة للمروزى، وبمعجمة لسائرهم، والأولُ أعرفُ، وقـد رُوى عـن الأصيـلـى، ويـمكن الجمعُ بأن يكون الإحراقُ بعدَ التمزيق كما قاله القاضى (مصابيح الجامع،ج٨،ص ٥١٥،باب :جمع القرآن)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ہر دوسرے صحیفہ یا مصحف کے) جلانے کا حکم فرمایا، مروزی کی روایت میں حاء کے ساتھ ہے،اور دوسری روایات میں خاء کے ساتھ ہے،اور پہلا زیادہ معروف ومشہور ہے،اصیلی سے اسی طرح مروی ہے،اور دونوں قسم کی روایات میں جمع و تطبیق کرنا اس طرح ممکن ہے کہ قطع وٹکڑے کرنے کے بعد جلایا گیا ہو،جیسا کہ قاضی نے فرمایا (مصابیح الجامع)

اور قاضی محمد بن عبداللہ ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں:

وأما ما روی أنہ أحرقها أو خرقها -بالحاء المهملة أو الخاء المعجمة، و کلاهما جائز (العواصم من القواصم، ص ۸۳، الباب الثانی)

ترجمہ: اور جو یہ مروی ہے کہ ”أحرقها أو خرقها“ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو جلادیا تھا، یا پھاڑ دیا تھا، حاء کے ساتھ یا خاء کے ساتھ، دونوں باتیں درست ہیں (عواصم)

اور علامہ ابنِ ملقن فرماتے ہیں:

ومن خرقها دفنها بعد، وهذا حکمُهُ فی ذلک الزمن، أما الآن قیل: الغسل أولی إذا دعت الحاجة إلی إزالته (التوضیح لشرح الجامع الصحیح، ج ۲۴، ص ۲۵، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن)

ترجمہ: اور جس نے اُس مصحف کو پھاڑا، تو اس نے بعد میں دفن کردیا، اور یہ اُس زمانہ کا حکم ہے، جہاں تک آج کے دور کا تعلق ہے، تو کہا گیا ہے کہ آج کے دور میں دھونا (ومٹانا) بہتر ہے، جب اس کو زائل کرنے کی ضرورت پیش آئے (توضیح)

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ کی بعض روایات میں قرآنی مصحف یا مصاحف کو قطع اور ٹکڑے کرنے کا ذکر آیا ہے، لہٰذا ضرورت کے وقت قرآن مجید کے نسخوں یا اوراق کو قطع کرنا اور کاٹنا بھی جائز ہے، اس مقصد کو بیان کرنے کے لئے بعض دوسری روایات میں ”شق“ کے الفاظ آئے ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

آج کل بعض مشینیں ایسی ایجاد ہوگئی ہیں کہ وہ کاغذ کو ریزہ ریزہ یعنی چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کردیتی ہیں، اور بعض مشینیں کاٹ کر گودا بنادیتی ہیں، کاغذ کو دوبارہ کارآمد بنانے یا ری سائیکلنگ کے لئے بھی اس طرح کی مشینیں استعمال کی جاتی ہیں، شرعی اعتبار سے ضرورت کے وقت بطورِ خاص بے ادبی سے بچانے کی خاطر ان طریقوں کو بھی حسبِ حال اختیار کیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ بھی ایک طرح سے مٹانے کی شکل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں قرآن مجید کے فاضل نسخوں کو جلانے، مٹانے اور قطع وبرید کرنے کی جو مختلف روایات مروی ہیں، وہ مختلف شخصیات وحالات پر محمول ہیں۔

اور ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے دوسرے نسخوں کو زمین میں دفن کرادیا تھا۔ [1]

جس کے پیشِ نظر بعض فقہاء، قرآن مجید اور مقدس مضامین ورسائل کے بوسیدہ غیر ضروری یا نا قابلِ استعمال اوراق اور نسخوں کو کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر پاک جگہ میں جہاں پاؤں نہ پڑیں، ایسے الگ تھلگ پاک وصاف مقام میں احتیاط سے دفن کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔ [2]

ممکن ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسبِ حال اس صورت کا بھی اختیار دیا ہو، اور مطلب یہ ہو کہ جس کو جس صورت پر عمل میسر وسہل ہو، وہ اس پر عمل کرے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

کیونکہ اصل مقصود ان نسخوں کو مٹانا اور حذف کرنا تھا، جس میں تحریق، تخریق، وتمزیق، تدفین اور غَسل، شق یا محو کرنے کی مذکورہ بالا مختلف صورتیں داخل ہیں۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ کتابت شدہ چیزیں مختلف طرح کی ہوسکتی ہیں، جن میں سے بعض کے نقوش وحروف مٹا کر ان چیزوں کو کام میں لانا ممکن ہوتا ہے، اور بعض کو ممکن نہیں ہوتا یا مشکل ہوتا ہے، اور لکھائی کی نوعیت اور روشنائی بھی مختلف ہوسکتی ہیں، جن میں سے بعض کے نقوش وحروف کو مٹانا ممکن ہوتا ہے، اور بعض میں ممکن نہیں ہوتا یا مشکل ہوتا ہے۔

اور اسی طریقہ سے کسی شخص کے لئے دفن کرنا ممکن وسہل ہوتا ہے، اور کسی کے لئے جلانا یا ریزہ ریزہ کرنا، اور اسی طریقہ سے ہر شخص کی ضرورت بھی مختلف ہوسکتی ہے۔

دین چونکہ فطرت کے مطابق ہے، اس لئے اس میں امت کے مختلف قسم کے حالات وافراد کے لئے ممکنہ اور قابلِ عمل صورتوں پر عمل کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔

---

[1] حدثنا عبد الله قال حدثنا على بن محمد الثقفى ، حدثنا منجاب بن الحارث قال :قال إبراهيم : حدثنى أبو المحياة ، عن بعض أهل طلحة بن مصرف قال :دفن عثمان المصاحف بين القبر والمنبر قال أبو بكر :هذا إبراهيم بن يوسف السعدى من ولد سعد بن أبى وقاص ، روى عنه المنجاب كتاب المبتدأ عن زياد وهو لا بأس به(المصاحف لابن أبى داود، رقم الحديث ٩٢)

[2] صرح الحنفية والحنابلة بأن المصحف إذا صار بحال لا يقرأ فيه، يدفن كالمسلم، فيجعل فى خرقة طاهرة، ويدفن فى محل غير ممتهن لا يوطأ، وفى الذخيرة :وينبغى أن يلحد له ولا يشق له؛ لأنه يحتاج إلى إهالة التراب عليه، وفى ذلك نوع تحقير إلا إذا جعل فوقه سقفا بحيث لا يصل التراب إليه فهو حسن أيضا . ذكر أحمد أن أبا الجوزاء بلى له مصحف، فحفر له فى مسجده، فدفنه .ولما روى أن عثمان بن عفان دفن المصاحف بين القبر والمنبر .أما غيره من الكتب فالأحسن كذلك أن تدفن(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٢، ص ١٢ ، مادة "دفن")

Idara Ghufran

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کی تحسین وعدمِ نکیر

اس کے بعد سمجھ لینا چاہئے کہ خواہ جلانے کا عمل ہو، یا مٹانے کا یا قطع وشق کرنے کا یا دفن کرنے کا، بہرحال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ عمل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں کیا تھا، اوران کے اس طرزِ عمل پر صحابۂ کرام وجلیل القدر تابعین نے انکارنہیں کیا تھا۔

چنانچہ حضرت مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ مُتَوَافِرِينَ حِينَ حَرَّقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ ، فَأَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ ، وَقَالَ :لَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ أَحَدٌ (المصاحف لابن أبی داود،رقم الحدیث ۳۳، باب اتفاق الناس مع عثمان علی جمع المصاحف) [1]

ترجمہ: میں نے سب لوگوں کواس وقت جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کو جلایا، اس حال میں پایا کہ ان کوحضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اچھا محسوس ہوا، اوران میں سے کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل پرنکیرنہیں کی (المصاحف لابنِ ابی داؤد)

اورحضرت مصعب بن سعد سے ہی روایت ہے کہ:

أَدْرَكْتُ النَّاسَ حِينَ شَقَّقَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ ، فَأَعْجَبَهُمْ ذٰلِكَ ، أَوْ قَالَ :لَمْ يَعِبْ ذٰلِكَ أَحَدٌ (فضائل القرآن للقاسم بن سلام، رقم الحدیث ۴۶۰،تاریخ المدینة لابن شبة، کتابة القرآن وجمعه)

ترجمہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصاحف کوشق (یعنی قطع) کیا، تومیں نے لوگوں کواس حال میں پایا کہ انہوں نے اس عمل کواچھا سمجھا، اورکسی نے اس پرعیب نہیں لگایا (فضائل القرآن، تاریخ المدینہ)

بعض دوسری روایات میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ عمل کی تحسین منقول ہے۔ [2]

---

[1] قال ابن کثیر: وهذا إسناد صحیح(تفسیر ا بن کثیر، ج ا ،ص ۳۰،مقدمة)

[2] حدثنا إسماعیل بن أبی کریمة، قال :حدثنا محمد بن سلمة، عن أبی عبد الرحمن، عن زید بن أبی أنیسة، عن أبی إسحاق، عن مصعب بن سعد، قال " :سمعت رجالا من أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم یقولون :لقد أحسن "(تاریخ المدینة لابن شبة، کتابة القرآن وجمعه)

بہرحال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے فاضل نسخوں کو جلانے یا ان کو شق وقطع کرنے یا دفن یا محوکرنے کا جو عمل اختیار کیا تھا، اس پر ان کے زمانہ میں عیب نہیں لگایا گیا، جو اس عمل کے جائز ہونے اور ایک طرح کے اس پر سکوتی اجماع کی دلیل ہے۔ [1]

بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصاحف کو جلانے کا عمل نہ کرتے، تو میں اس عمل کو کرتا (ابن ابی داؤد) [2]

اور ابنِ شبہ کی تاریخِ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ:

اتقوا الله فی عثمان ولا تغلوا فیه، ولا تقولوا احرق المصاحف، فوالله ما فعل إلا عن ملأ منا أصحاب محمد

ترجمہ: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اور ان کی شان میں غلو مت کرو، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف کو جلانے میں لب کشائی مت کرو، پس اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی جماعت کی مشاورت سے یہ عمل کیا (تاریخ المدینہ) [3]

---

[1] وقال مصعب بن سعد: أدركت الناس متوافرين حين حرق عثمان المصاحف فأعجبهم ذلک، أو قال: لم ينكر ذلک منهم أحد، وهو من حسنات أمير المؤمنين عثمان رضی الله عنه التی وافقه المسلمون عليها (تفسير الفاتحة والبقرة، لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين، ص ٢٦)

[2] حدثنا شعبة، عن علقمة بن مرثد، عن رجل، عن سويد بن غفلة قال: قال علی حين حرق عثمان المصاحف: لو لم يصنعه هو لصنعته (المصاحف لابن أبی داود، رقم الحديث ٣٢)

[3] حدثنا أبو داود الطيالسی، قال: حدثنا محمد بن أبان، قال: أخبرنی علقمة بن مرثد، قال: سمعت العيزار بن جرول الحضرمی، يقول: لما خرج المختار كنا هذا الحی من حضرموت أول من معه، فأتانا سويد بن غفلة فقال: إن لكم علينا حقا، وإن لكم جوارا، وقد بلغنی أنكم تسرعتم إلى هذا الرجل فوالله لا أحدثكم إلا بشیء سمعته منه: أقبلت ذات يوم فغمزنی غامز من خلفی فالتفت فإذا المختار، فقال: أيها الشيخ، ما بقی فی قلبک من حب ذاک الرجل -يعنی عليا- قلت: إنی أشهد الله أنی أحبه بقلبی وسمعی وبصری ولسانی، قال: ولكنی أشهد الله أنی أبغضه بقلبی وبصری وسمعی -وأحسبه قال وبلسانی- فقلت: أبيت والله إلا تثبيطا عن آل محمد وترتيبا لنقبل حراق -أو إحراق- المصاحف، قال: فوالله لا أحدثكم إلا بشیء سمعته من علی: سمعته يقول " اتقوا الله فی عثمان ولا تغلوا فيه، ولا تقولوا حراق المصاحف، فوالله ما فعل إلا عن ملأ منا أصحاب محمد، دعانا فقال: ما تقولون فی هذه القراءة؟ فقد بلغنی أن بعضكم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

البتہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ مروی ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے خوش نہیں تھے۔

لیکن محدثین واہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا ناخوش ہونا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآنی نسخوں کے جلانے وغیرہ کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ اس وجہ سے تھا کہ وہ لکھنے والوں میں شامل نہیں تھے، مگر بعد میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس پر اتفاق ہوگیا تھا، اوران کی خفگی دور ہوگئی تھی۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾یقول :قراء تی خیر من قراء تک، وهذا یکاد یکون کفرا، وإنکم إن اختلفتم الیوم کان لمن بعدکم أشد اختلافا "، قلنا :فما تری؟ قال :أن أجمع الناس علی مصحف واحد فلا تکون فرقة ولا اختلاف ، قلنا :فنعم ما رأیت، قال :فأی الناس أقرأ؟ قالوا :زید بن ثابت، قال :فأی الناس أفصح وأعرب؟ قالوا :سعید بن العاص، قال :فلیکتب سعید ولیمل زید ، قال :فکانت مصاحف بعث بها إلی الأمصار، قال علی :والله لو ولیت لفعلت مثل الذی فعل (تاریخ المدینة لابن شبة،کتابة القرآن وجمعه)

[1] ووافقه علی ذلک جمیع الصحابة ,وإنما روی عن عبد الله بن مسعود شیء من التغضُّبِ بسبب أنه لم یکن ممن کتب المصاحف، وأمر أصحابه بغلِّ مصاحفهم لما أمر عثمان بحرق ما عدا المصحف الإمام، ثم رجع ابن مسعود إلی الوفاق(فضائل القرآن لا بن کثیر،کتابة عثمان -رضی الله عنه -للمصاحف)

ولم ینقل عن أحد من الصحابة خلاف أو معارضة لما فعل عثمان -رضی الله عنه -إلا ما روی من معارضة عبد الله بن مسعود وینبغی أن نعلم أن معارضته -رضی الله عنه -لم تکن بسبب حصول تقصیر فی الجمع أو نقص أو زیادة، وإنما جاء ت معارضته لعدم تعیینه مع أعضاء لجنة النسخ للمصاحف، ولهذا قال "أعزل عن نسخ المصاحف وتولاها رجل والله لقد أسلمت وإنه لفی صلب رجل کافر "(دراسات فی علوم القرآن ، للدکتور فهد بن عبدالرحمن بن سلیمان الرومی، صفحه ۹۲، ۹۳، جمع القرآن الکریم، النوع الثانی :جمعه بمعنی کتابته وتدوینه)

وقد استجاب الصحابة لعثمان فحرقوا مصاحفهم واجتمعوا جمیعا علی المصاحف العثمانیة .حتی عبد الله بن مسعود الذی نقل عنه أنه أنکر أولا مصاحف عثمان وأنه أبی أن یحرق مصحفه رجع وعاد إلی حظیرة الجماعة حین ظهر له مزایا تلک المصاحف العثمانیة واجتماع الأمة علیها وتوحید الکلمة بها(مناهل العرفان فی علوم القرآن،لمحمد عبد العظیم الزُّرقانی ، ج ۱ ص ۲۶۱، المبحث الثامن :فی جمع القرآن وتاریخه والرد علی ما یثار حوله من شبه ونماذج من الروایات الواردة فی ذلک، جمع القرآن علی عهد عثمان رضی الله عنه)

عدم دفع ابن مسعود مصحفه لیحرق کان توقفا منه فی أول الأمر .ثم عاد بعد ذلک وحرقه حین بلغه أن رجالا من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم کرهوا ذلک فی مقالته کما جاء فی حدیث شقیق من روایة ابن أبی داود عن طریق الزهری .وبهذا اتحدت الصفوف واتفقت الکلمة وتم للمصاحف العثمانیة الظفر من کل وجه بإجماع الأمة حتی ابن مسعود .والحمد لله علی هذا الکرم والجود(مناهل العرفان فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے ابنِ ابی داؤ دسجستانی نے اپنی کتاب ''المصاحف'' میں یہ باب قائم کیا ہے کہ:

بَابُ رِضَاءِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ لِجَمْعِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْمَصَاحِفَ(كتاب المصاحف لابنِ ابی داؤد، ص ۸۲)

ترجمہ: یہ باب ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے راضی ہونے کا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف کو جمع کرنے کے عمل سے (کتاب المصاحف)

اور بعد میں جن لوگوں کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر نکیر کی گئی، جلیل القدر حضرات سے اس کی تردید مروی ہے۔ [۱]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں خلفائے راشدین کی فہرست میں شامل ہیں، جن کے عمل کو منکر اور ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کے عمل کو حجت قرار دیا ہے۔ [۲]

اس کے علاوہ بعض تابعین وغیرہ سے بھی غیر ضروری اور فاضل رسائل ومصاحف یا اوراقِ مقدسہ کے جلانے اور مٹانے کی روایات مروی ہیں۔ [۳]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ علوم القرآن، لمحمد عبد العظيم الزُّرقانی، ج ۱ ص ۴۷۷، المبحث الحادی عشر: فی القراء ات والقراء والشبهات التی أثيرت فی هذا المقام، نقض الشبهات التی أثيرت فی هذا المقام)

[۱] حدثنا عبد الرحمن بن مهدی، قال: حدثنا يزيد بن زريع، عن عمران بن حدير، عن أبی مجلز، قال: عابوا على عثمان رضی الله عنه تشقيق المصاحف وقد آمنوا بما كتب لهم، انظر إلى حمقهم(تاريخ المدينة لابن شبة، كتابة القرآن وجمعه)

[۲] حدثنی يحيى بن أبی المطاع، قال: سمعت العرباض بن سارية يقول: قام فينا رسول الله -صلى الله عليه وسلم- ذات يوم، فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب، وذرفت منها العيون، فقيل: يا رسول الله، وعظتنا موعظة مودع فاعهد إلينا بعهد. فقال" :عليكم بتقوى الله، والسمع والطاعة وإن عبدا حبشيا، وسترون من بعدی اختلافا شديدا، فعليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ، وإياكم والأمور المحدثات، فإن كل بدعة ضلالة"(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ۴۲)

قال شعيب الارنؤوط: حديث صحيح بطرقه وشواهده(حاشية سنن ابی داؤد)

[۳] عن بن طاووس قال كان أبی يحرق الصحف إذا اجتمعت عنده فيها الرسائل فيها بسم الله الرحمن الرحيم (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۲۰۹۰۱)

عَن مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ طَاوُوس، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا اجْتَمَعَتْ عَنْدَهُ الرَّسَائِلُ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ (مُصنف ابن أبی شيبة، رقم الحديث ۲۶۸۲۶، فِی إحراقِ الكتبِ ومحوِها)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سلسلہ میں محدثین وفقہاء کے مختلف اقوال

مذکورہ تفصیل کے پیشِ نظر قرآن مجید اور دینی مضامین کے بوسیدہ اور نا قابلِ استعمال اوراق اور نسخوں کو بے ادبی سے بچانے کی خاطر، جلانے، دھونے اور مٹانے کے جائز ہونے پر اہلِ علم کی بڑی جماعت کا اتفاق ہے، اور ان میں سے کون سی صورت افضل ہے، اس میں دونوں قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ [1]

جمہور فقہائے کرام (یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے نزدیک بے ادبی سے بچانے کے لئے جلانا بھی بلا کراہت جائز ہے، اور اسی کے بعض محققین حنفیہ بھی قائل ہیں۔

لیکن بہت سے مشائخِ حنفیہ کے نزدیک قرآن مجید اور دینی مضامین کے اوراق اور نسخوں کو بے ادبی سے بچانے کے لئے جلانا مکروہ ہے، اور اس کے بجائے ان کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاکیزہ جگہ میں جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہوتی ہو، احتیاط کے ساتھ دفن کر دینا یا پاک وصاف پانی سے دھو کر نقوش کو مٹا دینا بہتر ہے، اور دلائل کی رُو سے ہمارے نزدیک یہ کراہت ''تنزیہی'' پر محمول ہے، گو کسی دوسرے کے نزدیک یہ

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ قَيْسٍ ، أَنَّ عَبِيدَةَ أَوْصَى أَنْ تُمْحَى كُتُبُهُ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۲۶۸۲۷،فِی إحراقِ الکتبِ ومحوِها)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ :كَانَ إِذَا جَاءَهُ الْكِتَابُ مَحَا مَا كَانَ فِيهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ ، ثُمَّ أَلْقَاهُ (مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۲۶۸۲۸،فِی إحراقِ الکتبِ ومحوِها)

عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلاَلٍ قَالَ :أُتِيَ عَبْدَ اللهِ بِصَحِيفَةٍ فِيهَا حَدِيثٌ ، فَأَتَى بِمَاءٍ فَمَحَاهَا ، ثُمَّ غَسَلَهَا ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ(مُصنف ابن أبی شیبة، رقم الحدیث ۲۶۸۲۹،فِی إحراقِ الکتبِ ومحوِها)

[1] قال الحنفیة :هذہ الکتب إذا کان یتعذر الانتفاع بها یمحی عنها اسم الله وملائکته ورسله ویحرق الباقی (الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲ص ۱۲۴، مادة ''احراق'')

وقال الحنفیة :الکتب التی لا ینتفع بها یمحی عنها اسم الله وملائکته ورسله ویحرق الباقی، ولا بأس بأن تلقی فی ماء جار کما هی، أو تدفن وهو أحسن کما فی الأنبیاء ، وکذا جمیع الکتب إذا بلیت وخرجت عن الانتفاع بها، قال ابن عابدین :وفی الذخیرة :المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراء ة منه لا یحرق بالنار، وإلیه أشار محمد وبه نأخذ، ولا یکرہ دفنه، وینبغی أن یلف بخرقة طاهرة ویلحد له؛ لأنه لو شق ودفن یحتاج إلی إهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر، إلا إذا جعل فوقه سقف، وإن شاء غسله بالماء ، أو وضعه فی موضع طاهر لا تصل إلیه ید محدث ولا غبار ولا قذر، تعظیما لکلام الله عز وجل(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۳۴ص ۱۹۲ ، مادة '' کتاب '')

کراہت ''تحریمی'' پر محمول ہو۔ [1]

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مذکورہ واقعہ کے پیشِ نظر بعض حضرات نے فرمایا کہ بے ادبی سے بچانے کی خاطر بہرحال جلانا افضل ہے، کیونکہ اس میں اہانت کا بالکلیہ خاتمہ ہوجاتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس عمل کو اختیار کیا۔

جبکہ بعض حضرات دفن کرنے یا مٹانے کو افضل قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ علامہ ابنِ بطال بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں:

وفى أمر عثمان بتحريق الصحف والمصاحف حين جمع القرآن جواز تحريق الكتب التى فيها أسماء الله تعالى وأن ذلك إكرام لها، وصيانة من الوطء بالأقدام وطرحها فى ضياع من الأرض .وروى معمر، عن ابن طاوس، عن أبيه أنه كان يحرق الصحف إذا اجتمعت عنده الرسائل فيها بسم الله الرحمن الرحيم، وحرق عروة بن الزبير كتب فقه كانت عندهيوم الحرة، وكره إبراهيم أن تحرق الصحف إذا كان فيها ذكر الله، وقول من حرقها أولى بالصواب .وقد قال أبو بكر بن الطيب :جائز للإمام تحريق الصحف التى فيها القرآن إذا أداه الاجتهاد إلى ذلك (شرح صحيح البخارى لابن بطال، ج١٠، ص٢٢٦، باب جمع القرآن)

---

[1] الأصل أن المصحف الصالح للقراءة لا يحرق، لحرمته، وإذا أحرق امتهانا يكون كفرا عند جميع الفقهاء .

وهناک بعض المسائل الفرعية، منها :قال الحنفية :المصحف إذا صار خلقا، وتعذر القراءة منه، لا يحرق بالنار، بل يدفن، كالمسلم.

وذلک بأن يلف فى خرقة طاهرة ثم يدفن .وتكره إذابة درهم عليه آية، إلا إذا كسر، فحينئذ لا يكره إذابته، لتفرق الحروف، أو؛ لأن الباقى دون آية.

وقال المالكية :حرق المصحف الخلق إن كان على وجه صيانته فلا ضرر، بل ربما وجب .

وقال الشافعية :الخشبة المنقوش عليها قرآن فى حرقها أربعة أحوال :يكره حرقها لحاجة الطبخ مثلا، وإن قصد بحرقها إحرازها لم يكره، وإن لم يكن الحرق لحاجة، وإنما فعله عبثا فيحرم، وإن قصد الامتهان فظاهر أنه يكفر.

وذهب الحنابلة إلى جواز تحريق المصحف غير الصالح للقراءة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢ ص١٢٣، ١٢٤، مادة "احراق")

ترجمہ: اور قرآن مجید کو جمع کرنے کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کے نسخوں کو جلانے کا حکم فرمانے سے معلوم ہوا کہ جن کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام ہوتے ہیں، ان کو جلانا جائز ہے، اور یہ (یعنی جلانا اہانت نہیں ہے، بلکہ) ان کتابوں کا اکرام ہے، اور ان کے پیروں کے نیچے آنے اور زمین میں روندنے سے حفاظت کا ذریعہ ہے، اور حضرت معمر نے ابنِ طاووس اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ جب ان کے پاس مختلف خطوط ورسائل جمع ہوجاتے تھے، جن میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی (لکھی) ہوتی تھی، جلا دیا کرتے تھے، اور حضرت عروہ بن زبیر نے حرہ کے واقعہ کے موقع پر اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں کو جلا دیا تھا، اور ابراہیم نخعی نے کتابوں کے نسخوں کے جلانے کو مکروہ قرار دیا ہے، جب کہ ان میں اللہ کا نام ہو، اور جلانے کو جائز قرار دینے والوں کا قول درستگی کے زیادہ قریب ہے، اور ابوبکر بن طیب نے فرمایا کہ حاکم کے لئے ان نسخوں کا جلانا جائز ہے، جن میں قرآن مجید ہو، جب کہ اس کا اجتہاد اس کو مناسب سمجھے (شرح صحیح بخاری لابن بطال)

آج کے دور میں مسلمانوں کے ملک کی حکومت کا کوئی ادارہ کسی خاص طریقہ مثلاً ری سائیکل کرنے کو مناسب سمجھے، وہ بھی اس میں داخل ہے۔

اور شمس الدین محمد بن عمر سفیری المتوفیٰ 956ھ فرماتے ہیں:

وهل الحرق أولى أو الغسل بالماء ؟ قال بعضهم :الحرق أولى من الغسل، لأنها بعد الغسل قد تقع على الأرض، ولا يكره الحرق إذا تعلق به غرض صحيح، كما إذا خاف أن توطأ تلك الورقة أو تستعمل فى غير القراء ة، فقد أحرق عثمان مصاحف، وكان فيها آيات وقرآن منسوخ ولم ينكر عليه .قال الزركشى :نعم يكره الحرق لغير حاجة (شرح صحيح الخارى لشمس الدين السفيرى، ج۲، ص ۲۴، كتاب بدء الوحى)

ترجمہ: اور کیا (ان مصاحف کو) جلانا افضل ہے یا پانی سے دھونا؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دھونے کے بجائے جلانا زیادہ افضل ہے، اس لئے کہ بعض اوقات وہ دھونے کے بعد زمین پر گرتا ہے (جس کو پیروں تلے روندے جانے سے بے ادبی ہوتی ہے) اور جلانا اُس

صورت میں مکروہ نہیں، جب کہ اس سے کوئی صحیح غرض وابستہ ہو، مثلاً یہ خوف ہو کہ اس ورقہ کی پیروں تلے روند کر بے ادبی ہوگی یا قرائت کے علاوہ کسی اور چیز (مثلاً رڈی) میں استعمال ہوگا (تو اس صورت میں جلانا مکروہ نہیں) کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مصاحف کو جلایا تھا، جس میں آیات تھیں، اور قرآن کا منسوخ حصہ بھی تھا، اور اس پر (ان کے مبارک دور میں) نکیر نہیں کی گئی۔

اور زرکشی نے فرمایا کہ البتہ بلا ضرورت جلانا مکروہ ہے (سفیری)

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي وَرَقِ الْمُصْحَفِ الْبَالِي إِذَا لَمْ يَبْقَ فِيهِ نَفْعٌ أَنَّ الْأَوْلَى هُوَ الْغَسْلُ، أَوِ الْإِحْرَاقُ؟ فَقِيلَ :الثَّانِي لِأَنَّهُ يَدْفَعُ سَائِرَ صُوَرِ الِامْتِهَانِ، بِخِلَافِ الْغَسْلِ فَإِنَّهُ تُدَاسُ غُسَالَتُهُ، وَقِيلَ الْغَسْلُ وَتُصَبُّ الْغُسَالَةُ فِي مَحَلٍّ طَاهِرٍ لِأَنَّ الْحَرْقَ فِيهِ نَوْعُ إِهَانَةٍ (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۴،ص ۱۵۱۹، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ)

ترجمہ: اور علماء کا قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کے بارے میں جن کا نفع باقی نہ رہے، اختلاف ہے کہ بہتر ان کو دھو دینا ہے، یا جلا دینا ہے؟ پس ایک قول یہ ہے کہ جلا دینا بہتر ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ سے اہانت کی تمام صورتیں ختم ہو جاتی ہیں، بخلاف دھونے کے کہ اس کے دھوئے ہوئے پانی کی بے احترامی ہوتی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ دھو دینا بہتر ہے، اور اس کے پانی کو پاک جگہ میں ڈال دیا جائے، کیونکہ جلانے میں (ظاہری طور پر) ایک طرح کی اہانت پائی جاتی ہے (مرقاۃ)

اس عبارت میں ''غسالہ'' یعنی دھوئے ہوئے پانی کی بے ادبی کا ذکر کیا گیا ہے، لیکن دھو کر نقوش مٹنے کے بعد کاغذ یا تختی کی بے احترامی کا ذکر نہیں کیا گیا، اور ظاہر ہے کہ دھونے کے بعد کاغذ یا تختی کا وجود برقرار رہتا ہے، ختم نہیں ہوتا، مگر اس کے لئے کوئی مستقل حکم مذکور نہیں ہوا۔

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی اور محمد علی بن محمد بن علان بکری شافعی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ:

وَجَوَاز إحراق ورقة فِيهَا ذكر الله إِذا كَانَ لمصْلحَة (عمدة القارى، ج۱۸ ص۵۵، كتاب المغازى، فى حديث كعب بن مالك، باب غزوة تبوك، دليل الفالحين، ج ا ص ۱۴۰، باب التوبة)

ترجمہ:اور(حضرت کعب کی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ)جس ورقہ میں اللہ کا ذکر ہو،اس کو جلانا جائز ہے،جبکہ کسی مصلحت سے ایسا کیا جائے(عمدۃ القاری،دلیل الفالحین)

اورفتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ:

وفی السراجية: اذا صار المصحف خلقا ينبغي ان يلف فی خرقة طاهرة، ويدفن فی مكان طاهر او تحرق (الفتاویٰ التاتارخانية، ج۱۸ ص ۶۹، کتاب الكراهية، الفصل فی المسجد والقبلة وغيرها)

ترجمہ: سراجیہ میں ہے کہ جب قرآن مجید پرانا ہوجائے،تو مناسب یہ ہے کہ اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ میں دفن کردیا جائے،یا جلادیا جائے(ان میں سے ہرایک صورت مناسب ہے)(فتاویٰ تاتارخانیہ)

اورامدادُالفتاویٰ میں ہے:

اس احراق(یعنی جلانے) میں اختلاف ہے،اس لئے (جلانے کے)فعل میں بھی گنجائش ہے،اورترک،احوط(یعنی جلانے سے بچنا زیادہ احتیاط والا پہلو) ہے،اورتقدیرِترک(یعنی جلانے سے بچنے) پر یہ صورت سہل ہے کہ ان ردّیات کو جمع کرتے رہیں،جب معتدبہ ذخیرہ ہوجاوے، دفن کرادیں، اور احراق (یعنی جلانے) کی صورت میں اس کی خاکستر(یعنی راکھ)بنابر قاعدۂ قلبِ ماہیت کے(یعنی ماہیت بدل جانے کی بناء پر) واجبُ الاحترام تو نہیں ہے،لیکن اگراس کوجداگانہ کسی ظرف(یعنی برتن) میں جلاکراس خاکستر(یعنی راکھ) کو پانی میں گھول کر دریا میں بہادیا جاوے،تواوربھی زیادہ اقرب الی الادب ہے(امدادالفتاویٰ، ج۴ص۵۶،کتاب الحظر والاباحۃ،مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ بوقتِ ضرورت اوراقِ مقدسہ کوجلانے کی بھی گنجائش ہے،اورجلانے کے بعداس کی راکھ کاقلبِ ماہیت کی وجہ سے احترام واجب نہیں رہتا،تاہم پھربھی اگرکوئی مزیدادب ملحوظ رکھنے کے لئے اس کودریا کے پاک صاف پانی میں بہادے،یاپاک زمین میں دفن کردے،تواچھی بات ہے،لیکن ایسا نہ کرنے پرنکیرنہیں کی جاسکتی ، کیونکہ وہ کوئی گناہ والاعمل نہیں،البتہ اگر جلنے کے بعدجلی ہوئی لوح یا کاغذ وغیرہ پرآیات یامقدس کلمات کی کتابت ظاہرہو،تو ان کومسل کرمٹانے یا بصورتِ دیگردفن کرنے کی

ضرورت ہوگی۔ [1]

اور جلنے کے بعد راکھ ہونے پر ماہیت تبدیل ہونے کی تصریح فقہائے کرام سے بھی منقول ہے۔ [2]

کفایتُ المفتی میں ہے:

(قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کو) محفوظ اور محتاط مقام میں دفن کردینا بھی جائز ہے، لیکن جلا دینا آج کل زیادہ بہتر ہے، کیونکہ ایسا محفوظ مقام دستیاب ہونا مشکل ہے کہ وہاں آدمی یا جانور نہ پہنچ سکیں، اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مصاحف کو جلانا اس کے جواز کی دلیل ہے (کفایت المفتی، ج۱،ص ۱۲۷، کتاب العقائد، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ زمانہ میں جب دفن کے لئے محفوظ مقام کی دستیابی مشکل ہو، جلا دینا بھی بلا کراہت جائز بلکہ زیادہ بہتر ہے، جس کی دلیل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل ہے، جس پر ناجائز ہونے کا حکم لگانا مشکل ہے، بالخصوص جبکہ ان کے مبارک زمانہ میں اس عمل کو بُرا یا گناہ قرار نہیں دیا گیا، بلکہ اس کی تحسین کی گئی۔

اور فتاویٰ محمودیہ میں ہے:

اس (قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو بے حرمتی سے بچانے کے لئے جلانے) میں کوئی گناہ

---

[1] هل يجوز حرق أوراق ممزقة من القرآن أو فيها اسم الله عز وجل لأنني سمعت أن من يحرق ورقة يكوى بها يوم القيامة أرجو من الله التوفيق ومنكم الإجابة؟

فأجاب رحمه الله تعالى :تحريق أوراق المصحف إذا كان لا ينتفع بها جائز ولا حرج فيه، فإن عثمان رضى الله عنه لما وحّد المصاحف على لغة قريش أمر بإحراق ما عداها فأحرقت ولم يعلم له مخالف من الصحابة رضى الله عنهم، وكذلك أيضاً ما كان فيه اسم الله لا بأس بإحراقه إلا أنه حسب الأمر الواقع فى المصاحف المقطوعة إذا أحرقت فإن لون الحروف يبقى بعد الإحراق، لون الحرف يبقى ظاهراً فى الورقة بعد الإحراق، فلابد بعد إحراقها من أحد أمرين إما أن تدفن وإما أن تدق حتى تكون رماداً لئلا تبقى الحروف فيطير بها الهواء فتداس بالأقدام، وأما ما سمعه أن من أحرق ورقة كوى بها يوم القيامة فلا أصل له(فتاوى نور على الدرب، ج۵،ص ۲،لمحمد بن صالح بن محمد العثيمين.المتوفى 1421 :هـ)

[2] ذهب الحنفية والمالكية، وهو رواية عن أحمد إلى :أن نجس العين يطهر بالاستحالة، فرماد النجس لا يكون نجسا، ولا يعتبر نجسا ملح كان حمارا أو خنزيرا أو غيرهما، ولا نجس وقع فى بئر فصار طينا، وكذلك الخمر إذا صارت خلا سواء بنفسها أو بفعل إنسان أو غيره، لانقلاب العين، ولأن الشرع رتب وصف النجاسة على تلك الحقيقة، فينتفى بانتفائها .فإذا صار العظم واللحم ملحا أخذا حكم الملح؛ لأن الملح غير العظم واللحم.ونظائر ذلك فى الشرع كثيرة منها :العلقة فإنها نجسة، فإذا تحولت إلى المضغة تطهر، والعصير طاهر فإذا تحول خمرا ينجس.

فيتبين من هذا :أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۰ ص ۲۷۸، ۲۷۹، مادة "تحول")

نہیں، لیکن پاک کپڑے میں لپیٹ کر محفوظ جگہ دفن کرنا اس سے بھی بہتر ہے۔فقط۔
واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ، معین مفتی: مدرسہ مظاہر علوم، سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۔ صحیح: عبد اللطیف، یکم ربیع الثانی ۵۷ھ

(فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج ۳ ص ۵۴۴، کتاب العلم، باب ما یتعلق بالقرآن الکریم، مطبوعہ: جامعہ فاروقیہ، کراچی)

اور فتاویٰ عثمانی میں ہے:

احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے اوراق کو جلانے کے بجائے دفن کیا جائے، لیکن چونکہ بعض علماء نے جلانے کی بھی اجازت دی ہے، اور اس کا مأخذ بھی ہے، اس لئے اگر کوئی نذرِ آتش کرے، تو اسے حرام کہنا بھی مشکل ہے۔واللہ سبحانہٗ اعلم۔

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۱۰-۱۰-۱۳۹۷ھ (فتاویٰ عثمانی، ج ۱ ص ۲۲۰، کتاب العلم والتاریخ والطب، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت جلانے میں بھی گناہ نہیں، اگرچہ جلانے کے مقابلہ میں تدفین یا محو وتغسیل کا قول بعض حضرات کے نزدیک بہتر ہے۔

خلاصہ

مذکورہ دلائل وعبارات اور فتاویٰ جات کی روشنی میں خلاصہ یہ نکلا کہ فاضل، غیرضروری اور بوسیدہ قرآنی نسخوں اور مقدس اوراق کو بے احترامی سے بچانے کی خاطر ضرورت کے وقت احتیاط کے ساتھ حسبِ حال جلانے، مٹانے، اور شق وقطع کرنے کی اجازت ہے، اور قرآن مجید کے بوسیدہ نسخوں اور دینی کتابوں یا مقدس اوراق سے کتابت اور نقوش کو مٹا کر جلانا ان مشائخِ حنفیہ کے نزدیک بھی جائز نہ کہ واجب ہے، جو مٹانے سے پہلے جلانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں۔

اور ان مشائخِ حنفیہ کے نزدیک نقوش وحروف کو پاک پانی سے دھو کر مٹانا بھی جائز ہے، اور ان کی لکھائی مٹائے بغیر ان کو پاک چلتے پانی میں ڈال دینا بھی جائز ہے، اور ان کو ایک طرف پاک صاف جگہ احتیاط کے ساتھ پاک کپڑے میں لپیٹ کر اس طرح دفن کر دینا بھی جائز ہے کہ قرآنی اور مقدس اوراق یا نسخوں پر مٹی نہ پڑے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو بغلی قبر کی طرح گڑھا کھود کر دفن کیا جائے، یا پھر سیدھا گڑھا

کھود کر پہلے اوپر کوئی لکڑی، تختہ وغیرہ رکھے، پھراس کے اوپر سے مٹی ڈالے۔
اس کی مزید تفصیل اگلے حصہ میں آتی ہے۔ [1]

اس لئے ان میں سے جس صورت کو بھی کوئی حسبِ ضرورت وحیثیت اختیار کرے، اوراپنی طرف سے ادب واحترام کے تقاضوں کو پورا کرے، تو اس کی اجازت ہے، اوران میں سے کسی صورت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل اور فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں اور مسئلہ کے مجتہد فیہ ہونے کی وجہ سے فی نفسہٖ حرام کہنا مشکل ہے، جس میں اصولی اعتبار سے ری سائیکلنگ (Recycling) کا طریقہ بھی داخل ہے، اس کی بھی مزید تفصیل اگلے حصہ میں آتی ہے۔

اورکوئی شخص ان میں سے کسی قول پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی ضرورت وحالت کے مطابق عمل کرے، تو اس پر دوسرے کو نکیر کا حق نہیں، اگرچہ دوسرا شخص کسی اور قول کو راجح یا افضل کیوں نہ سمجھتا ہو۔ [2]
کیونکہ اس طرح کے مجتہد فیہ مسائل میں نکیر کرنا درست نہیں ہوتا۔
چہ جائیکہ اس کی وجہ سے کسی مسلمان کی تکفیر کی جائے اور دوسرے کو جانی ومالی نقصان پہنچایا جائے، اور

---

[1] قال الحنفية :هذه الكتب إذا كان يتعذر الانتفاع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲ ص ۱۲۴، مادة ”احراق“)
وقال الحنفية :الكتب التي لا ينتفع بها يمحى عنها اسم الله وملائكته ورسله ويحرق الباقي، ولا بأس بأن تلقى في ماء جار كما هي، أو تدفن وهو أحسن كما في الأنبياء ، وكذا جميع الكتب إذا بليت وخرجت عن الانتفاع بها، قال ابن عابدين :وفي الذخيرة :المصحف إذا صار خلقا وتعذرت القراء ة منه لا يحرق بالنار، وإليه أشار محمد وبه نأخذ، ولا يكره دفنه، وينبغي أن يلف بخرقة طاهرة ويلحد له؛ لأنه لو شق ودفن يحتاج إلى إهالة التراب عليه وفي ذلك نوع تحقير، إلا إذا جعل فوقه سقف، وإن شاء غسله بالماء ، أو وضعه في موضع طاهر لا تصل إليه يد محدث ولا غبار ولا قذر، تعظيما لكلام الله عز وجل(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۴ص ۱۹۲، مادة ” كتاب “)

[2] محل الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وشروطه:
أ -كون المأمور به معروفا في الشرع، وكون المنهي عنه محظور الوقوع في الشرع.
ب -أن يكون موجودا في الحال، وهذا احتراز عما فرغ منه.
ج -أن يكون المنكر ظاهرا بغير تجسس، فكل من أغلق بابه لا يجوز التجسس عليه، وقد نهى الله عن ذلك فقال :(ولا تجسسوا)وقال :(وأتوا البيوت من أبوابها)وقال :(لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على أهلها)
د -أن يكون المنكر متفقا على تحريمه بغير خلاف معتبر، فكل ما هو محل اجتهاد فليس محلا للإنكار، بل يكون محلا للإرشاد(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۶ ص ۲۴۹، ۲۵۰، مادة ” أمر“)
الشرط الرابع :أن يكون المنكر معلوما بغير اجتهاد، فكل ما هو محل للاجتهاد فلا حسبة فيه وعبر صاحب الفواكه الدواني عن هذا الشرط بقوله :أن يكون المنكر مجمعا على تحريمه، أو يكون مدرك عدم التحريم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

املاک کوتباہ وبرباد کیا جائے، اس کی شرعاً ہرگز اجازت نہیں۔
بلکہ اس طرح کی حرکات کا ارتکاب کرنے والے شرعاً خود امرِ منکر کے مرتکب شمار ہوتے ہیں، اوران کوخود اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہیے۔
جس کا ذکر اس مضمون کے آخر میں آتا ہے۔ (جاری ہے............)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾فيه ضعيفا وبيان ذلك :أن الأحكام الشرعية على ضربين:
أحدهما :ما كان من الواجبات الظاهرة كالصلاة والصيام والزكاة والحج، أو من .المحرمات المشهورة كالزنى، والقتل، والسرقة، وشرب الخمر، وقطع الطريق، والغصب، والربا، وما أشبه ذلك فكل مسلم يعلم بها ولا يختص الاحتساب بفريق دون فريق.
والثانى :ما كان فى دقائق الأفعال والأقوال مما لا يقف على العلم به سوى العلماء ، مثل فروع العبادات والمعاملات والمناكحات وغير ذلك من الأحكام، وهذا الضرب على نوعين:
أحدهما :ما أجمع عليه أهل العلم وهذا لا خلاف فى تعلق الحسبة فيه لأهل العلم ولم يكن للعوام مدخل فيه.والثانى :ما اختلف فيه أهل العلم مما يتعلق بالاجتهاد، فكل ما هو محل الاجتهاد فلا حسبة فيه.ولكن هذا القول ليس على إطلاقه بل المراد به الخلاف الذى له دليل، أما ما لا دليل له فلا يعتد به ويقرر هذا الإمام ابن القيم بأن الإنكار إما أن يتوجه إلى القول والفتوى، أو العمل.
أما الأول فإذا كان القول يخالف سنة أو إجماعا شائعا وجب إنكاره اتفاقا، وإن لم يكن كذلك فإن بيان ضعفه ومخالفته للدليل إنكار مثله، وأما العمل فإذا كان على خلاف سنة أو إجماع وجب إنكاره بحسب درجات الإنكار، وكيف يقول فقيه لا إنكار فى المسائل المختلف فيها، والفقهاء من سائر الطوائف قد صرحوا بنقض حكم الحاكم إذا خالف كتابا أو سنة، وإن كان قد وافق فيه بعض العلماء .وأما إذا لم يكن فى المسألة سنة أو إجماع وللاجتهاد فيها مساغ لم تنكر على من عمل بها مجتهدا أو مقلدا وقال الإمام النووى :ولا ينكر محتسب ولا غيره على غيره، وكذلك قالوا :ليس للمفتى ولا للقاضى أن يعترض على من خالفه إذا لم يخالف نصا أو إجماعا أو قياسا جليا .وهذا الحكم متفق عليه عند الأئمة الأربعة، فإن الحكم ينقض إذا خالف الكتاب أو السنة أو الإجماع أو القياس(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج١٧ ص٢٥٧، ٢٥٨، مادة " حسبة")

قرائت، شعر، سماع اور موسیقی کا حکم

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں تفریح اور اس کی حدود، قرآن مجید کی تلاوت ، قرائت اور سماعت، شعر سازی اور شعر گوئی، محفلِ حمد ونعت اور حسنِ قرائت اور سماع وقوالی کا حکم، اور موسیقی (Music) اور گانے (Song) کا شرعی حکم، شعر وشاعری اور گانے بجانے اور موسیقی سے متعلق مختلف شرعی احکام

اس سلسلہ میں پیش کئے جانے والے مختلف شبہات کا منصفانہ جائزہ۔ مستند مراجع وحوالوں کے ساتھ

مصنّف: مفتی محمد رضوان

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ استعمال کرنے کے آداب (قسط1)

(1)...... موٹر سائیکل یا کسی بھی گاڑی کا میسر آجانا اللہ کی نعمت ہے، اس سے انسان کی بے شمار ضروریات پوری ہوتی ہیں، تھوڑے وقت میں لمبا سفر طے ہوجاتا ہے، اس لئے اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اور اس کو اللہ کی نعمت سمجھ کر سلیقہ، قاعدہ اور اصولوں کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔

(2)...... موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ ایک ضرورت کی چیز ہے، اس کو ضرورت کی چیز سمجھ کر رکھنا اور استعمال کرنا چاہیے، نمود و نمائش اور فخر و تفاخر پیشِ نظر نہیں ہونا چاہیے۔

بعض لوگ معاشرہ میں اپنا نام روشن کرنے اور ناک اونچی کرنے کے لئے مہنگی ترین گاڑیاں حاصل کرنے کی خاطر حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ کو گناہوں میں ڈالتے ہیں، اور کم قیمت والی گاڑی سے اپنی ضرورت پوری کرنے پر اکتفاء کرنے کے بجائے بازار میں آنے والی نئی سے نئی گاڑیوں کی جستجو میں لگے رہتے ہیں، اور نمائش کو ضرورت تصور کر کے گناہ میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اس طرزِ عمل کی اصلاح کرنی چاہئے۔

(3)...... موٹر سائیکل اور گاڑی چلاتے وقت عاجزی اور مسکنت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے، ایسے وقت فطرتاً انسان میں کبر اور بڑائی پیدا ہوجاتی ہے، اور اس میں آج کل بہت زیادہ ابتلاء ہے، لہٰذا تکبر اور نمائش سے بچنا چاہیے، اور ایسا خیال آنے پر استغفار کرنے میں مشغول ہوجانا چاہیے۔

(4)...... جب کوئی بھی گاڑی چلانے کا عمل شروع کریں تو یہ دُعاء پڑھ لینی چاہیے:

بِسۡمِ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے (سوار ہوتا ہوں)

اور اگر یہ دعاء بھی پڑھ لیں، تو بہت اچھا ہے:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ سَخَّرَ لَنَا ہٰذَا. وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ

ترجمہ: ’’پاک ہے وہ ذات جس نے تابع کردیا ہمارے لئے اس کو، اور نہیں تھی ہم کو اس کی طاقت، اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف یقیناً لوٹ کر جانے والے ہیں‘‘

Idara Ghufran

(5)...... موٹرسائیکل اورکوئی بھی گاڑی چلانے کے لئے عموماًراستوں سے گزرنا پڑتا ہے، اور راستہ پر گزرنے کا حق دوسرے لوگوں کوبھی مساوی طور پر حاصل ہوتا ہے، اس لئے گزرگاہ کواپنی ذاتی ملکیت اورذاتی جاگیرنہیں سمجھنا چاہیے،اوردوسرے گزرنے والوں کے حقوق کی بھی رعایت رکھنی چاہیے،اورنہ تواپنی ذات سے کسی کوتکلیف پہنچانی چاہئے اور نہ ہی کوئی دوسری حق تلفی کرنی چاہئے۔

(6)...... موٹرسائیکل یا کوئی بھی گاڑی چلاتے وقت زیادہ جلد بازی اور تعجیل سے کام نہ لیجئے، مناسب رفتار کے ساتھ چلنا چاہیے، زیادہ جلدبازی اور تعجیل کی وجہ سے کوئی بڑاحادثہ بھی پیش آ سکتاہےاور ہرایک کے ذہن میں بلاوجہ کی جلدبازی اورایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے تقاضے پرعمل پیراہونے کے نتیجہ میں دوسرےلوگوں کوبھی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔

(7)...... موٹرسائیکل اورگاڑی چلاتے وقت اپنی قطارمیں رہنے کی کوشش کرنی چاہیے،غیراصولی انداز میں دوسری قطارمیں ہونے سے نظام متأثرہوجاتا ہےاوربعض اوقات دوسرے کی حق تلفی بھی ہوجاتی ہے۔آج کل بعض لوگ اورخاص طور پر موٹرسائیکل سوار، جہاں جگہ دیکھتے ہیں، گھسے چلے جاتے ہیں اور جب رش اور ہجوم ہوتا ہے،تودوسری طرف سے آنے والی قطارمیں جہاں جگہ پاتے ہیں، گھس گھس کرکھڑے ہوجاتے ہیں،جس کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والوں کی حق تلفی لازم آتی ہے،اورمزید ہجوم اوررش بڑھ جاتا ہے، یہ غلط طرزِعمل اوردوسروں کی حق تلفی میں داخل ہے۔

(8)...... موٹرسائیکل اورگاڑی جہاں ضرورت اورراحت کی چیز ہے، وہاں خطرناک بھی ہے،لہٰذاجب بھی کسی گاڑی،موٹرسائیکل وغیرہ کے چلانے کی نوبت آئے،اس سے پہلے آپ کواس چیز کے چلانے اوراستعمال کرنے کی صحیح طرح مشق کرلینی چاہیے، کیونکہ بغیرمشق کئے ہوئے گاڑی چلانا قانونی جرم تو ہے ہی،اس کے ساتھ ہی بڑے نقصان کاپیش خیمہ بھی ہے، صحیح مشق اور تجربہ نہ ہونے کی صورت میں بعض اوقات کوئی بڑاحادثہ پیش آجاتا ہے،جس کے نتیجہ میں اپنایادوسرے کانقصان ہوجاتا ہے اوربعض دفعہ جان تک چلی جاتی ہے۔

(9)...... موٹرسائیکل یا کوئی بھی گاڑی چلاتے وقت صبر،تحمل اوروسعتِ ظرفی کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے، موقع بموقع خلافِ طبیعت باتوں کا سامنا ہوتا ہے، دوڑنے اور تیز چلانے میں دوسرے سے آگے نکلنے کا تقاضا ہوتا ہے، ایسے وقت اگرصبراورتحمل سے کام نہ لیاجائے توانسان کسی بڑے حادثہ کا شکار ہوجاتا ہے، یابلاوجہ لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے،اوراس اُصول کی خلاف ورزی کرنے کے

نتیجہ میں آج بہت سی جگہ ٹریفک کا نظام لوگوں کے لئے دردِسر بنا ہوا ہے، اور اس کی بنیادی وجہ صبر وتحمل کا فقدان یا کمی ہے۔

(10)...... موٹر سائیکل یا جو بھی گاڑی آپ کے پاس ہو، اس کی مشینری کا چلانے سے پہلے جائزہ لے لینا چاہئے اور وقتاً فوقتاً مستری کو دکھلا کر درست کراتے رہنا چاہیے، اور اس کی صفائی ستھرائی کا بھی خیال رکھنا چاہئے، ورنہ مشینری کی خرابی کے باعث کوئی حادثہ رونما ہوسکتا ہے، قدرت کی طرف سے منظور ہو تو سب کچھ سلامت رہتے ہوئے بھی جو مقدر میں ہو وہ ہو کر ہی رہتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اس عالَمِ اسباب میں اسباب اور تدابیر کو چھوڑ ہی دیا جائے، لہٰذا اسباب کے درجہ میں احتیاطی اور حفاظتی ممکنہ تدابیر سے غفلت اختیار نہیں کرنی چاہئے۔

(11)...... اجازت نامہ (ڈرائیونگ لائسنس) حاصل کئے بغیر اور اسی طرح کم عمری میں گاڑی چلانا جائز نہیں، اس لئے کسی سواری کے استعمال کرنے سے پہلے قانونی تقاضوں کے مطابق اس کا اجازت نامہ حاصل کر لینا چاہیے۔

(12)...... ہر ملک اور علاقہ کے اعتبار سے ٹریفک کے قوانین مقرر ہوتے ہیں، ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے، اور پھر ممکنہ حد تک ان کی پابندی کی کوشش کرنی چاہیے۔

مثلاً غلط جگہ پر گاڑی کھڑی کر دینا، مقررہ رفتار سے زیادہ تیز گاڑی چلانا، غلط سمت یا سائیڈ میں گاڑی لے جانا، رکنے کے سرخ اشارے کو توڑ دینا، جہاں اوورٹیکنگ ممنوع ہے وہاں اس کی خلاف ورزی کرنا۔

اس طرح کی چیزیں صرف ٹریفک قوانین کی بے قاعدگی وخلاف ورزی کے زمرے میں ہی نہیں آتیں، بلکہ دینی اعتبار سے بھی گناہ ہیں۔

اس کے علاوہ جب کوئی شخص سڑک پر گاڑی چلانے کا لائسنس لیتا ہے تو وہ متعلقہ محکمہ سے زبانی، تحریری یا کم از کم عملی طور پر یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ سڑک پر گاڑی چلاتے وقت تمام مقررہ قواعد کی پابندی کرے گا، اسی شرط پر اس کو لائسنس اور اجازت نامہ دیا جاتا ہے، لہٰذا ان اصولوں کی خلاف ورزی کرنے میں وعدہ اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کا گناہ بھی پایا جاتا ہے، اس کے علاوہ ان قواعد کی خلاف ورزی سے اپنا یا کسی دوسرے کا نقصان بھی پیش آسکتا ہے۔

لہٰذا ٹریفک کے جائز قوانین کی حتی الامکان پابندی کرنی چاہئے۔

(13)...... گاڑی کی ملکیت کے کاغذات جو حکومت کی طرف سے جاری کئے جاتے ہیں، کوشش کرنی

چاہیے کہ سفر کے دوران وہ یا کم از کم ان کی نقل آپ کے پاس موجود ہو، تاکہ ضرورت پڑنے پر کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

(14)...... بہت سے ممالک میں موٹر سائیکل اور اسکوٹر وغیرہ چلانے والے پر قانونی طور پر ہیلمٹ (Helmet) پہننا لازمی ہے، اور ہیلمٹ (Helmet) پہننا خود موٹر سائیکل چلانے والے کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے، اس لیے اس قانون پر حتی الامکان عمل کرنا شرعاً بھی ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی قانونی جرم ہونے کے علاوہ بغیر سخت مجبوری کے شرعاً بھی گناہ ہے۔

اور بغیر ہیلمٹ کے موٹر سائیکل چلانے والے کے لئے بھی خطرناک چیز ہے، آج کل ہیلمٹ پہنے بغیر موٹر سائیکل چلانے کے نتیجے میں بے شمار حادثات رونما ہوتے ہیں، اور روزانہ کئی افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جبکہ اس کے برعکس ہیلمٹ پہننے کی صورت میں حادثہ ہونے پر بڑے نقصان سے حفاظت رہتی ہے، بشرطیکہ ہیلمٹ پہن کر بندھا ہوا ہو، اور اس کے اندر لگی ہوئی فوم وغیرہ معیاری اور درست ہو۔

(15)...... راستوں اور چوراہوں پر سُرخ اور ہری بتیوں کے جلنے بجھنے کے جو نشانات نصب ہوتے ہیں، عام حالات میں ان نشانات کے مطابق چلنا اور ٹھہرنا شرعاً بھی ضروری ہے اور خلاف ورزی کرنا گناہ ہے، اور حادثات کا بھی سبب ہے، اس لئے ان چیزوں کی خلاف ورزی سے بچنا چاہیے۔

(16)...... موٹر سائیکل اور گاڑی میں نصب دائیں بائیں طرف مُڑنے کے مخصوص اشارے لگوا کر اور اسی طرح مخصوص شیشے نصب کرا کر رکھنے چاہئیں اور اگر یہ خراب ہو جائیں تو ان کو درست اور ٹھیک کرا لینا چاہئے، اور بوقتِ ضرورت ان کا استعمال بھی کرنا چاہیے۔

کیونکہ ان چیزوں کی اصلاح و درستگی اور بوقتِ ضرورت استعمال کرنا قانوناً بھی ضروری ہے، اور انتظامی طور پر حادثات وغیرہ سے حفاظت کا بھی ذریعہ ہے، جس میں خود اپنے آپ اور دوسروں کو تکلیف و ایذاء سے بچانا پایا جاتا ہے۔

(17)...... گاڑی چلاتے وقت اپنی توجہ گاڑی چلانے کی طرف رکھنی چاہیے، کسی دوسری طرف توجہ کرنے سے بعض اوقات کوئی بڑا حادثہ پیش آ سکتا ہے، آج کل گاڑی چلاتے ہوئے ٹیپ وغیرہ چلا دی جاتی ہے، جس میں عموماً گانے اور موسیقی کی وبا ہوتی ہے، اسی طرح سفر کے دوران آج کل گاڑیوں میں ٹی وی چلا دیا جاتا ہے، جس میں فحش قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، اس قسم کی چیزوں سے بچنا چاہئے، خدانخواستہ اس حالت میں گناہ کے سبب کوئی بڑا حادثہ ہو جائے اور جان ہی چلی جائے یا کوئی ہمیشہ کے

لئے معذور ہوجائے تو کیا بنے گا۔

(18)...... گاڑی چلاتے وقت فون سننا قانوناً منع ہے،حتی الامکان اس کی پابندی کیجئے،اور اگر گاڑی چلاتے ہوئے فون پر ضروری بات کرنی پڑ جائے،تو گاڑی روک کر اور ایک طرف مناسب جگہ کھڑی کرکے بات کرنی چاہئے،یا پھر گاڑی میں کوئی دوسرا موجود ہو،جو گاڑی نہ چلا رہا ہو،اس سے بات کرادینی چاہئے،اورآپ کے گاڑی چلانے میں مشغول ہونے سے فون کرنے والے کو آگاہ کردینا چاہئے،اور کوئی ضروری بات ہو،تو وہ پوچھ کر بتادینی چاہئے۔

(19)...... اگر گاڑی کا ڈرائیور گاڑی چلانے میں زیادتی اور تعدی کرے یا ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کرے،مثلاً کسی جگہ گاڑی اتنی تیز چلائے کہ اتنی تیز رفتار کے ساتھ وہاں گاڑی چلانے کی اجازت نہ ہو یا وہ غلط لائن پر گاڑی چلا رہا ہو اور اس کے نتیجہ میں کوئی حادثہ پیش آجائے،اور کسی کا جانی یا مالی نقصان ہوجائے تو ڈرائیور پر اس جانی و مالی نقصان کا تاوان وضمان لازم ہوتا ہے،اور قانون کی خلاف ورزی کی ہو تو اس کا گناہ الگ ہوتا ہے۔

(20)...... گاڑی اور موٹر سائیکل وغیرہ میں دوسرے کو آگاہ کرنے کے لئے ہارن(Horn)لگانے کی ضرورت ہوتی ہے،اس لئے ہارن لگانا جائز بلکہ ایک ضرورت ہے،لیکن گاڑی میں ہارن ایسا ہونا چاہیے جو سادہ انداز میں دوسرے کو آگاہ کرنے کا مقصد پورا کردے،ایسا ہارن نہیں لگانا چاہئے جو خواہ مخواہ دوسرے کی تکلیف وتشویش کا باعث ہو،اسی طرح بلاضرورت ہارن بجا کر دوسروں کی تکلیف کا سبب بھی نہیں بننا چاہیے،بعض لوگ مختلف قسم کے عجیب وغریب بہت زیادہ اونچی آواز والے ہارن لگالیتے ہیں اور خواہ مخواہ بجا بجا کر لوگوں کو پے درپے تکلیف پہنچانے کا باعث بنتے ہیں،ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیے،کسی دوسرے کو بغیر شرعی وجہ کے تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔

یادرکھیئے! کہ ہارن(Horn) کی آواز بقدرِ ضرورت اونچی ہونی چاہئے،اور اس کا استعمال بوقتِ ضرورت ہو،اور بقدرِ ضرورت کرنا چاہیے۔

خاص طور پر آبادی اور لوگوں کے کام کاج یا عبادت یا آرام والی جگہ میں اور ہسپتالوں کے قرب وجوار میں اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

اور قانونی طور پر جس قسم کی گاڑی میں جس طرح کا ہارن لگانا منع ہو،اس سے بچنا چاہئے۔(جاری ہے......)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 11 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کے درباری کی حضرت موسیٰ سے ہمدردی

فرعون کی کابینہ کا ایک رکن سلیم الفطرت اور دل سے مومن تھا، جو حضرت موسیٰ سے محبت رکھتا تھا، اور ملتِ ابراہیمی جس کی اساس توحید ورسالت پر ہے، اور بنی اسرائیل نسل در نسل اسی ملتِ ابراہیم کے وارث تھے، اسے وہ حق سمجھتا تھا، اور اس کا تعلق فرعون ہی کے خاندان سے تھا، اور فرعون کے دربار میں ہر وقت حاضر رہتا تھا۔

اس نے جب فرعون کا یہ حکم سنا، تو جلادوں سے پہلے ہی دوڑ کر حضرت موسیٰ کے پاس پہنچ گیا، اور ان سے سارا قصہ بیان کیا کہ فرعون کے دربار میں تمہارے قتل کی بات چل رہی ہے، اور ان کو مشورہ دیا کہ فرعونیوں سے بچنے کا فی الحال طریقہ یہی ہے کہ تم اس وقت یہ علاقہ چھوڑ کر کسی اور طرف نکل جاؤ، جہاں فرعونی تم کو نہ پاسکیں۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَۃِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِکَ لِیَقْتُلُوْکَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ (سورۃ القصص، رقم الآیۃ ٢٠)

یعنی ”اور ایک شخص (جو موسیٰ کا خیر خواہ تھا) شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا (موسیٰ کے پاس) آیا اور کہا اے موسیٰ! درباروالے آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں کہ آپ کو قتل کردیں پس آپ جس قدر جلد ممکن ہوسکے یہاں سے نکل جائیں میں یقینی طور پر آپ کا بڑا خیر خواہ ہوں“

بعض تفسیری روایات میں اس معزز درباری کا نام ”حزقیل بن صبورا“ بیان کیا گیا ہے، اور منقول ہے کہ یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا، شاید ایسا ہی چچازاد بھائی ہو، جیسے ایک دادا کی اولاد، ایک برادری اور آپس میں

''دودھ پوترے'' یا ''کزن'' کہلاتے ہیں۔ [1]

حضرت موسیٰ نے اس درباری کا مشورہ قبول کرلیا، اور مصر سے نکل کر مدین کی طرف روانہ ہوگئے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورة القصص، رقم الآية ٢١)

یعنی ''اس پر موسیٰ وہاں (یعنی مصر) سے نکل پڑے ڈرتے ہوئے اور مناسب مواقع کو ملحوظ رکھتے ہوئے، پھر (اپنے رب کے حضور) عرض کیا کہ اے میرے رب! بچا دیجیے مجھے ان ظالم لوگوں سے''

چنانچہ جب حضرت موسیٰ کو اس درباری نے مصر سے نکلنے کا مشورہ دیا، تو حضرت موسیٰ نے اس کا مشورہ قبول کیا، اور مصر سے نکل کر مدین کے علاقہ کا رخ کیا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے نہیں ڈرتے، تو پھر حضرت موسیٰ کیوں خوف کی وجہ سے مصر سے نکلے، تو اس کے جواب میں محدثین ومفسرین نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں جو یہ آیا ہے کہ وہ انبیاء اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پورا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے رکنے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے، جہاں اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اس حکم کو پورا کر کے ہی رہتے ہیں، چاہے مقابلہ میں پوری دنیا ہی کیوں نہ آجائے، اور جہاں اللہ کی منع کی ہوئی چیز سے رکنا ہوتا ہے، تو اس سے ہر صورت میں رکتے ہیں۔

اور حضرت موسیٰ نے جو مصر سے مدین کا ارادہ فرمایا، تو یہ خوفِ طبعی تھا، جو کہ طبیعت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور یہ نبوت کے منافی نہیں، کیونکہ طبعی خوف ہر انسان کو کسی بھی چیز سے ہوسکتا ہے۔

---

[1] قوله تعالى :(وجاء رجل) قال أكثر أهل التفسير :هـذا الرجل هو حزقيل بن صبورا مؤمن آل فرعون، وكان ابن عم فرعون، ذكره الثعلبى وقيل :طالوت، ذكره السهيلى .وقال المهدوى عن قتادة :اسمه شمعون مؤمن آل فرعون .وقيل :شـمعان، قال الدارقطنى :لا يعـرف شمعان بالشين المعجمة إلا مؤمن آل فرعون. وروى أن فرعون أمر بقتل موسى فسبق ذلك الرجل الخبر، ف (-قال يا موسى إن الملأ يأتمرون بک) أى يتشاورون فى قتلک بالقبطى الذى قتلته بالأمس (تفسير القرطبى، ج١٣ ص٢٦٦، سورة القصص)

اور دنیا دارالاسباب ہے، یہاں ہلاکت سے بچنے اور حفاظت کے اسباب کو اختیار کرنے کے سب مکلّف ہیں، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ترکِ اسباب نہیں کرتے، بلکہ اسباب اختیار کرتے ہیں، لیکن بھروسہ اعتماد ان اسباب پر نہیں، بلکہ اللہ کی ذات پر ہوتا ہے۔ ۱؎

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور ''حدیثِ فتون'' میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ جب فرعون کو مصری کے قاتل کا پتہ چلا، تو فرعون نے اسی وقت حضرت موسیٰ کو گرفتار کرنے کے لئے ہرکارے دوڑائے، لیکن حضرت موسیٰ کو فرعون کے درباری کے ذریعہ سے پہلے اطلاع مل گئی، چنانچہ حضرت موسیٰ اس علاقہ سے نکل گئے۔ ۲؎

(جاری ہے............)

۱؎ فخرج موسى منها من تلك القرية خائفا على نفسه يترقب اى ينتظر الطالب من خلفه وقيل يترقب النصر من ربه فان قيل هذه الاية تدل على جواز الخوف للانبياء من غير الله سبحانه وقد قال الله تعالى فيهم ولا يخشون أحدا إلا الله فما التوفيق قلنا الخوف على نفسه من مقتضيات الطبعية لا ينافى النبوة والمراد بقوله تعالى لا يخشون أحدا الا الله انهم لا يبالون فى إتيان أوامره تعالى والانتهاء عن مناهيه لحوق مضرة بهم من أحد سوى الله تعالى بخلاف سائر الناس فانهم يخشون الناس كخشية الله او أشد خشية وإذا أوذى فى الله جعل فتنة الناس كعذاب الله قال موسى استيناف او حال بتقدير قد من فاعل خرج رب نجنى من القوم الظالمين اى الكافرين يعنى خلصنى منهم واحفظنى من لحوقهم (التفسير المظهرى، ج۷ص ۱۵۴، سورة القصص)

قال الله تعالى " :فخرج منها خائفا يترقب "، أى فخرج من مدينة مصر من فوره (على وجهه)لا يهتدى إلى طريق ولا يعرفه، قائلا " :رب نجنى من القوم الظالمين *(قصص الانبياء لابنِ كثير، ج۲ ص ۱۵)

۲؎ فأرسل فرعون الذباحين ليقتلوا موسى، فأخذ رسل فرعون الطريق الأعظم يمشون على هيئتهم يطلبون لموسى وهم لا يخافون أن يفوتهم إذ جاء رجل من شيعة موسى من أقصى المدينة فاختصر طريقا قريبا حتى يسبقهم إلى موسى فأخبره الخبر، وذلک من الفتون يا ابن جبير(مسند ابى يعلىٰ الموصلى، رقم الحديث ۲۶۱۸)

قال الهيثمى:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبى أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۱۱۶۲)

وقال حسين سليم اسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

اسلامی ناموں کی فہرست

اسلامی ناموں اور کنیت، لقب اور نسبت ونسب سے متعلق شرعی وفقہی احکام

اور بچوں وبچیوں کے معتبر اسلامی ناموں کی فہرست

ناموں کا اصل تلفظ اور ان ناموں کے معانی اور نسبت

مصنّف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

طب وصحت مفتی محمد رضوان

چند عام بیماریاں اور اُن کا آسان علاج (قسط3)

متلی اور قے (Vomiting)

اگر کسی کو ابکائی، متلی یا قے آ رہی ہو، اور بند نہ ہو رہی ہو، تو لیموں پر نمک چھڑک کر چاٹنا مفید ہے۔

سوکھے ہوئے ادرک یا سونٹھ کا سفوف ایک گرام صبح، دوپہر اور شام کھانے کے بعد استعمال کرنے سے بھی اس بیماری میں افاقہ ہوتا ہے۔

ادرک کا عرق اور لیموں کا عرق ملا کر اور نمک شامل کر کے بقدرِ ضرورت پینے سے بھی قے اور متلی بند ہو جاتی ہے۔

6 ماشہ پودینہ، اور 3 ماشہ چھوٹی الائچی کو پانی میں جوش دے کر تھوڑا تھوڑا پانی کئی مرتبہ پلانے سے بھی قے آنا بند ہو جاتی ہے۔

6 ماشہ رائی لے کر پانی میں پیسیں، اور معدہ کے منہ پر لیپ کر دیں، اور دس منٹ کے بعد صاف کر دیں، اس سے بھی عام طور پر قے اور ابکائیاں بند ہو جاتی ہیں۔

اور ناف میں تیل لگانا بھی اس بیماری میں مفید ہے۔

اس بیماری کے دوران کھٹی، ثقیل اور تیل یا چکنائی والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذا کا استعمال کرنا چاہئے۔

بدہضمی (Indigestion)

بدہضمی میں کھائی ہوئی غذا معدے میں ہضم نہ ہو کر خراب ہو جاتی ہے، اور کھانا کھانے کے تقریباً تین گھنٹے بعد معدے میں تناؤ اور بوجھ سا محسوس ہونے لگتا ہے، طبیعت بے چین ہو جاتی ہے، جی متلاتا ہے، اور کبھی قے ہو جاتی ہے، جس میں کھائی ہوئی غذا نکلتی ہے، جو بدبودار ہوتی ہے، کبھی قے کے ساتھ دست بھی آنے لگتے ہیں، اور کبھی کھٹی اور خراب ڈکاریں آتی ہیں، بعض دفعہ منہ میں بار بار کھٹا پانی بھر جاتا ہے، دل دھڑکنے لگتا ہے، کلیجہ جلتا ہے، اور اس میں دھیما دھیما درد ہوتا ہے، پیشاب سفید آتا ہے۔

اگر جی متلاتا ہواور قے نہ ہوتی ہو، یا پورے طور پر نہ ہوتی ہو،تو گرم پانی میں نمک ملاکر پلائیں،اور حلق میں انگلی ڈال کر قے کرائیں، جب معدہ خراب غذا سے صاف ہوجائے،تو سفید زیرہ تین ماشے،نمک ایک ماشہ باریک پیس کرسرکہ ایک تولہ میں ملاکر چٹائیں۔

اگر بار بار قے آئے،تو پودینہ چھ ماشے،چھوٹی الائچی تین ماشے کو پانی میں جوش دے کرتھوڑا تھوڑا پانی کئی بار پلائیں۔

کھانے کا سوڈا ایک ماشہ،دوتین گھونٹ پانی میں ملاکر استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

اگر بدہضمی کی حالت میں بُسی ہوئی اورخراب ڈکاریں آئیں،تو قے لانے کے بعد ادرک کا رَس ایک تولہ ذراسا شہد ملاکر پلائیں، یا سونٹھ،اجوائن ایک ایک تولہ،اورسیاہ نمک تین ماشے کو باریک پیس کر دو دو ماشے پانی سے کھلائیں۔

بدہضمی کی صورت میں چوبیس گھنٹے تک کوئی غذا نہیں کھانی چاہئے۔

بھوک کی کمی (Anorexia)

اگر بھوک نہ لگتی ہواور کھانا کھانے کی طرف رغبت نہ ہوتی ہو،تو اجوائن پانچ تولہ کو لیموں کے رس میں اچھی طرح بھگودیں اور پھرخشک کرلیں اور تھوڑے کالے نمک کے ساتھ ملاکر پیس چھان کررکھیں اور تین تین ماشے صبح اورشام کھائیں۔

اس کے استعمال سے بھوک خوب لگتی ہے،کھائی ہوئی غذا جلدی ہضم ہوتی ہے، پیٹ کی ریاح اور گیس نکل جاتی ہےاور پیٹ میں درد ہوتو وہ بھی دور ہوجاتا ہے۔

کلونجی پانچ تولے کوایک پوری رات سِرکہ میں بھگوکررکھیں،اس کے بعد سائے میں خشک کرکے سفوف بنائیں اور پندرہ تولے شہد خالص میں ملاکر چھ چھ ماشے صبح وشام چاٹیں،اس کے استعمال سے بھی بھوک خوب لگتی ہےاور پیٹ کی ریاح وگیس نکل جاتی ہے۔

ادرک کارس، لیموں کارس ہرایک پانچ تولےاورنمک لاہوری ایک تولہ،تینوں کوملاکرتین دن تک باریک کپڑے یا جالی میں ڈھک کردھوپ میں رکھیں،اس کے بعد ایک ایک چمچہ کھانا کھانے کے بعد پئیں، یہ بھی بھوک لگانے اورغذا کو جلد ہضم کرنے میں مفید ہے۔

سونٹھ اوراجوائن دودوتولہ،نوشادر چھ ماشے کو باریک پیس چھان کر لیموں کے رس میں بھگوکرخشک کریں اور

بوقتِ ضرورت دودو ماشے کھائیں، یہ بھی بھوک لگانے کے لئے مؤثر ہے۔

تبخیرِ معدہ یا گیس واپھارہ(Gas - flatulence)

اس مرض میں کھانے کے دوتین گھنٹہ بعد پیٹ پھول جاتا ہے،بعض اوقات پیٹ میں قراقر کی آواز اور درد بھی ہوتا ہے،بعض اوقات کھٹی ڈکاریں آتی ہیں،بعض اوقات ریاح اور گیس سر کی طرف چڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے،اور سر بھاری ہوتا ہے،بعض اوقات سر درد سے پھٹتا ہوامحسوس ہوتا ہے،اور اگر اس گیس کا زور دل کی طرف ہو،تو دل بیٹھتا ہوامحسوس ہوتا ہے،دل میں دھڑکن یا خفقان ہوتا ہے،کمزوری بڑھ جاتی ہے،اس مرض کو''تبخیرِ معدہ'' یا گیس اور اپھارہ کہا جاتا ہے،اس مرض کی وجہ سے نیند بھی بہت کم اور مشکل سے آتی ہے،بھوک نہیں لگتی،پسلیوں کے نیچے کھچاؤ اور ہلکا درد محسوس ہوتا ہے،پیشاب سرخ برآمد ہوتا ہے، اور قبض رہتی ہے،دن میں دوتین دفعہ اِجابت یا فراغت ہونے سے مرض میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

اس بیماری کے اسباب میں بادی، دیرہضم اور ٹھنڈی اشیاء کا استعمال، غذائی بے اعتدالی، کھانے کے فوراً بعد سوجانا، کھانے کی زیادتی، زیادہ وقت بیٹھے رہنا، معدہ اور آنتوں کی خرابی، جگر اور رحم کے امراض شمار ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ گرم گرم کھانے کے بعد یا کھانے کے ساتھ ساتھ یخ ٹھنڈے پانی یا دیگر مشروبات کا استعمال، نیز چائے کا بکثرت استعمال اور صبح ناشتہ میں پراٹھا یا تلی ہوئی غذاؤں کا زیادہ استعمال بھی اس مرض کے اسباب میں سے ہے۔

اس مرض میں پودینہ 5 گرام ایک کپ پانی میں جوش دے کر نمک یا شہد ملا کر پلانا مفید ہے۔

رات کو سونے سے پہلے گلقند 50 گرام،تازہ پانی کے ساتھ کھانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ اس مرض کے ازالہ کے لئے سونف،اور چھوٹی الائچی برابر مقدار میں لے کر سفوف بنائیں، اور 2 گرام پانی کے ساتھ کھانے کے بعد استعمال کریں۔

سفید زیرہ 3 گرام کھانے کے بعد پانی کے ساتھ استعمال کرنے سے بھی گیس اور ریاح وغیرہ تحلیل اور ختم ہوجاتی ہے۔

ایک گرام سونٹھ کا سفوف صبح دوپہر شام کھانے کے بعد پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

اس مرض میں گائے کے گوشت، کھٹی، ثقیل اور بادی اشیاء اور مٹھائی وغیرہ سے اور دودھ، دہی، لسی اور چکنائی والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اس مرض میں مریض کا خالی معدہ رہنا نقصان دہ ہے، اس لئے مریض کو ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذا استعمال کرانی چاہئے۔

اور کھانا شدید بھوک لگنے پر اور مقررہ وقت پر کھانا چاہئے۔

اس کے ساتھ ساتھ آدھا سے پون گھنٹہ تک، اپنے حسبِ حال مناسب پیدل چلنے کا بھی معمول بنانا چاہئے۔

سینہ میں جلن (Chest burning)

بعض اوقات سینہ میں جلن ہوتی ہے، جس کی وجہ معدہ میں تیزابیت ہوتی ہے، گرم مسالوں سے بنی اشیاء کا کثرت سے استعمال، چکنی غذاؤں کی زیادتی، ہضم اور معدہ کی کمزوری اس بیماری کے عام اسباب ہیں۔

بعض اوقات ردی اور خراب اخلاط کے معدہ پر گرنے سے بھی جلن شروع ہوجاتی ہے۔

اس مرض میں انسان کو بھوک کم لگتی ہے، ہاتھ پاؤں میں گرمی محسوس ہوتی ہے، سینہ جلتا ہے، پیٹ میں ہوا محسوس ہوتی ہے، پیاس کا غلبہ ہوتا ہے، خراب ڈکاریں آتی ہیں، پیٹ اور معدہ میں ہلکا ہلکا درد بھی محسوس ہوتا ہے، خالی معدہ میں ریاح اور گیس ہوجاتی ہے۔

اس مرض میں اسپغول کی بھوسی کا ایک بڑا چمچ، دودھ یا پانی میں ڈال کر استعمال کرنا مفید ہے۔

سونٹھ 100 گرام، اور ملٹھی 10 گرام کا سفوف بنا کر ایک گرام کی مقدار کھانا کھانے کے بعد تھوڑے سے پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

بادیان سفوف 1 گرام، صبح، دوپہر، شام پانی کے ساتھ استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

اس مرض میں تیل، ترشی اور چکنائی والی غذاؤں سے، نیز برف سے اور برف سے بنی ہوئی اشیاء مثلاً آئس کریم وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

غذا ہلکی اور جلد ہضم ہونے والی استعمال کرنی چاہئے، پھیکا دودھ 4 مرتبہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں پینا بھی اس مرض میں مفید ہے۔

اس کے علاوہ روزانہ آدھا سے پون گھنٹہ اپنے حسبِ حال پیدل چلنے کا معمول بنانا چاہئے، جو دیگر بہت سے امراض کے لئے بھی مفید ہے۔

قبض(Constipation)

اگر کسی کو قبض ہو، پاخانہ کھل کر نہ آتا ہو، یا روزانہ نہ آتا ہو یا مشکل کے ساتھ آتا ہو، زور لگانا پڑتا ہو، تو اس مرض کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے اور اس کا علاج کرنا چاہئے۔

قبض ہونے کی صورت میں لال شکر گڑ والی پانچ تولہ رات کو آدھ سیر دودھ میں ملا کر پئیں، یا گل قند چار تولہ رات کو سونے سے پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

پوست ہلیلہ زرد کو پیس چھان کر تھوڑا سا نمک ملا کر چھ ماشہ نیم گرم پانی کے ساتھ کھانا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

اندرائن کا گودا تین ماشہ دودھ میں جوش دے کر اور چھان کر پینے سے بھی قبض دور ہو جاتا ہے۔

ثابت اسپغول دس گرام یا اسپغول کا چھلکا پانچ گرام رات کو سونے سے پہلے نیم گرم دودھ یا تازہ پانی کے ساتھ پینے سے بھی قبض کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔

ہڑ کا مربہ دو عدد رات کو سونے سے پہلے نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

قبض کے مریضوں کو چاہئے کہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھائیں، سیب اور دوسرے پھل چھلکے سمیت کھائیں، امرود اور سیب صبح نہار منہ کھانا بھی قبض دور کرنے کے لئے مفید ہے۔

قبض کے مریض کو ثقیل اور بادی اشیاء سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہئے اور ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذاؤں کو زیادہ استعمال کرنا چاہئے اور نقل وحرکت، پیدل چلنے اور حسبِ حال ورزش کا مستقل مزاجی کے ساتھ معمول بنانا چاہئے۔

دائمی قبض کے لئے چھلکا اسپغول، بادام روغن میں ملا کر کھانے کے ایک چمچہ کی مقدار رات کو نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کرنا انتہائی مفید ہے۔

دست یا موشن(Loose Motion)

بعض اوقات غذاؤں کی بے احتیاطی یا کسی اور سبب سے دست آنے لگتے ہیں، ایسی صورت میں ثقیل اور بادی اشیاء اور گڑ، تیل اور کھٹی چیزوں اور مٹھائیوں سے پرہیز کرنا چاہئے، ہلکی اور جلدی ہضم ہونے والی غذائیں استعمال کرنی چاہئیں۔

دستوں میں انار دانہ، دو گرام پانی میں گھوٹ کر پینا مفید ہے۔
جامن کی گٹھلی تین گرام کو پیس کر تازہ پانی کے ساتھ پینا بھی دستوں کو روکنے کے لئے مفید ہے۔
آم کی پرانی گٹھلی کا مغز اور بھُنی ہوئی سونف برابر وزن لے کر اور کُوٹ چھان کر سفوف بنائیں اور چھ چھ ماشہ یہ سفوف پانی کے ساتھ کھائیں، دستوں کے لئے مفید ہے۔
اگر دست پرانے ہوگئے ہوں تو چھوٹی ہڑ دو تولہ اور پوست خشخاش ایک تولہ کو الگ الگ گھی میں بھُونیں اور باریک پیس کر ان کے برابر کھانڈ یا شکر ملا کر رکھیں اور روزانہ نو ماشہ پانی کے ساتھ کھائیں۔

پیچش (Dyschezia)

بعض اوقات آنتوں میں جراثیم ہونے سے یا تیز گرم اور محرک اشیاء بکثرت استعمال کرنے سے، یا خراب غذاؤں کے استعمال سے یا کسی اور سبب سے پیچش ہوجاتی ہے، جس میں پاخانہ تھوڑا تھوڑا خون کے ساتھ برآمد ہوتا ہے، اور مقعد میں جلن اور وَرم وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔
پیچش اور دست آرہے ہوں تو انار کے چھلکے کا جوشاندہ بنا کر پینے سے آرام آتا ہے۔
اسپغول کا چھلکا پانچ گرام دہی یا شربتِ انجبار میں ملا کر دن میں دو تین مرتبہ استعمال کرنا بھی پیچش کو فائدہ دیتا ہے۔
اس مرض کے دوران سرخ مرچ، تیز مصالحہ ، گڑ، تیل، ترشی، بڑا گوشت اور میٹھی اشیاء، اور ثقیل اور بادی غذاؤں سے پرہیز کرنا چاہئے، اور نرم اور ٹھنڈی غذائیں، مثلاً مونگ کی دال کی کھچڑی، ساگودانہ، دلیہ، دہی وغیرہ استعمال کرنی چاہئے۔

پیٹ کے کیڑے (Intestinal Worm)

خراب اور گندے پانی یا گندی و ناقص غذا، یا گلے سڑے پھل یا خراب میوہ جات اور خراب سبزیوں وغیرہ کے استعمال سے یا برف کا پانی بکثرت استعمال کرنے یا ثقیل اور بادی غذاؤں کے کثرتِ استعمال سے یا قبض کے زیادہ رہنے سے، اسی طرح ننگے پاؤں رہنے اور پھرنے سے اور بیت الخلاء (باتھ روم) ننگے پاؤں جانے سے پیٹ اور آنتوں میں کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں، جس کے نتیجہ میں پیٹ میں ہلکا درد رہتا ہے، بھوک زیادہ لگتی ہے، پیٹ میں ہوا زیادہ جمع ہوتی ہے، بھوک کے وقت کوئی چیز اوپر کو چڑھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور درد ہوتا ہے، منہ سے رال بہتی ہے، رات کو سوتے وقت ایسا مریض دانت پیستا ہے،

مٹی اور کوئلہ کھانے کا تقاضا ہوتا ہے، پاخانہ کی جگہ چھوٹے چھوٹے کیڑے ہونے پر سر میں درد ہوتا ہے، چہرہ زرد ہوتا ہے، پیٹ میں مروڑ ہوتی ہے، بچے اپنی ناک نوچتے ہیں، پیشاب اور پاخانہ والی جگہ خارش کرتے ہیں۔

نیم کا تیل بچے کے پاخانہ کی جگہ لگانے سے یہ چھوٹے چھوٹے کیڑے مرجاتے ہیں۔

لاہوری نمک پانی میں گھول کر بچے کے پاخانہ کی جگہ لگانے سے بھی یہ کیڑے مرجاتے ہیں۔

اور ہلدی کو پانی میں جوش دے کر یا ہلدی کا سفوف بنا کر نیم گرم پانی کے ساتھ پلانے سے پیٹ کے کیڑے مرکر خارج ہوجاتے ہیں۔

کمیلہ تین گرام کو پنتیس گرام گل قند یا مصری میں ملا کر نیم گرم دودھ کے ساتھ پلانا بھی پیٹ کے کیڑوں کو مارکر خارج کرنے میں مفید ہے۔

مذکورہ دواؤں کو رات کو سوتے وقت کھانے کے تین گھنٹے کے بعد استعمال کرنا مناسب ہے۔

چونے کا پانی دن میں تین دفعہ دس چمچ پانی میں ملا کر پینا بھی پیٹ کے کیڑوں میں مفید ہے۔

اس مرض کے دوران ثقیل بادی اور بلغم پیدا کرنے والی اشیاء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

❑...... 22/29/ذیقعدہ اور6/13/20/ذی الحجہ، جمعہ کو متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

❑...... 17/24/ذیقعدہ اوریکم/ذی الحجہ،اتواردن کی اصلاحی مجلس حضرت مدیر صاحب کی منعقد ہوتی رہی۔

❑...... 21/28/ذیقعدہ اور5/ذی الحجہ،جمعرات، بعدظہر،شعبہ حفظ کی بزمِ ادب،اور17/24/ذیقعدہ اوریکم/ذی الحجہ،اتوار کو بعدظہر شعبہ ناظرہ وغیرہ کی بزمِ ادب حسبِ معمول منعقد ہوتی رہی۔

❑...... 23/ذیقعدہ، 27اگست، بروز ہفتہ،تعمیرِ پاکستان سکول میں جشنِ آزادی ک تقریب منعقد ہوئی، معلمات،طلباء وطالبات نے تقریب میں بھر پور حصہ لیا، قیامِ پاکستان اوراس کی اہمیت اورموجودہ چیلنج اوراپنی ذمہ داریوں اور پاکستان کی قدرو قیمت کے تناظر میں بندہ امجد کا ایک گھنٹہ بیان ہوا۔

❑...... 26/ذیقعدہ، بروز منگل، مولانا عبدالسلام صاحب، جناب برادرِ مکرم محمد عدنان خان صاحب(پاک آٹوز، راولپنڈی)اور جناب اسحاق صاحب(سخی سنز آٹوز، راولپنڈی) اجتماعی جانوروں کی خریداری کے سلسلہ میں خوشاب تشریف لے گئے، جہاں سے کل 31 جانور خریدے گئے،اوررات گئے واپسی ہوئی۔

❑...... 29/ذیقعدہ، بروز جمعہ، مولانا عبدالسلام صاحب، محمد عدنان خان صاحب اور اسحاق صاحب ، سالم(سرگودھا) کی منڈی اجتماعی قربانی کے جانوروں کی خریداری کے سلسلہ میں تشریف لے گئے، جہاں سے کل 32 جانورے خریدے، رات کو واپسی ہوئی، اسی دن مولانا طارق محمود صاحب ، جناب حاجی شوکت محمود صاحب(پنڈی ٹینٹ، راولپنڈی) اور جناب ارشد صاحب بھی ، ڈومیل(اٹک) کی منڈی اجتماعی قربانی کے جانوروں کی خریدار کے سلسلہ میں تشریف لے گئے،کل 14 جانور خریدے، رات گئے واپسی ہوئی۔

❑...... 3/ذی الحجہ، منگل، مولانا عبدالسلام صاحب، محمد عدنان خان صاحب، اسحاق صاحب اور مولانا غلام بلال صاحب، خوشاب کی منڈی تشریف لے گئے، جہاں سے کل 32 جانور خریدے، رات گئے واپسی ہوئی۔

❑...... 6/ذی الحجہ، جمعہ، مولانا عبدالسلام صاحب، محمد عدنان خان صاحب، اسحاق صاحب، سالم(سرگودھا) کی منڈی تشریف لے گئے،کل 16 جانور خریدے گئے، رات کو واپسی ہوئی۔

❑...... 7/ذی الحجہ، ہفتہ، سہالہ(جہاں اجتماعی قربانوں کے جانوروں کو رکھا گیا تھا) میں عدنان صاحب، مولانا طارق محمود صاحب، مولانا عبدالسلام صاحب نے جانوروں پر ٹوکن اور نمبر لگائے، اور حصہ داروں کے لئے جانوروں کی تعیین کی۔

Iqra Ghufran

□...... 9/ذی الحجہ، سوموار،علی الصبح، مولانا طارق محمود صاحب، حاجی شوکت محمود صاحب اور قاری محمد طاہر صاحب اسلام آباد کی منڈی تشریف لے گئے، جہاں سے کل 14 جانور خریدے۔

□...... 9/ذی الحجہ، سوموار، عصر کے بعد سہالہ کے متعلقہ مویشی فارم میں جانوروں کی لوڈنگ شروع ہوگئی، اور رات 9 بجے کے قریب جانوروں کی پہلی کھیپ ادارہ غفران میں پہنچائی گئی، اور عید کے دوسرے دن صبح 10 بجے آخری کھیپ پہنچادی گئی۔

□...... 10/ذی الحجہ، منگل، عیدالاضحیٰ کے دن، ادارہ غفران کی مسجد میں حضرت مدیر صاحب نے عیدالاضحیٰ کی نماز سوا چھ بجے (6:15) پر پڑھائی، مفتی محمد یونس صاحب نے مسجد بلال صادق آباد میں سات بجے (7:00) اور بندہ امجد نے مسجد نسیم میں چھ بج کر بیس (6:20) منٹ پر پڑھائی۔

□...... 10/ذی الحجہ، منگل، عیدالاضحیٰ کے دن، نمازِ عید کے بعد ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی کے جانوروں کے ذبح کا عمل شروع ہوگیا، جو شام 6 بجے تک بلاتعطل جاری رہا، جانوروں کا گوشت تیار ہونے کے بعد حصہ داروں کی آمد جاری رہی اور اپنے اپنے حصہ کا گوشت لوگ لے جاتے رہے، رات تک کل 70 جانور ذبح ہوئے، اور ان کا گوشت تیار ہوکر حصہ داروں تک پہنچا، 10 جانوروں کے چار پیس کرکے اگلے دن گوشت بنانے کے لئے ان کو لٹکا دیا گیا، اس سال قربانی کے جانوروں کے گوشت کو گرمی اور خراب ہونے سے بچانے کے لئے ادارہ کے مرکزی ہال میں ائرکنڈیشنز کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

□...... 10/ذی الحجہ، منگل، عیدالاضحیٰ کے دن، عدنان خان صاحب اور ملک اسحاق صاحب ترلائی کی منڈی تشریف لے گئے، اور اجتماعی قربانی کے لئے 3 جانور خریدے۔

□...... 11/ذی الحجہ، بدھ، صبح 7 بجے کے قریب دوبارہ قربانی کے جانوروں کے ذبح کا عمل شروع ہوگیا، اور شام چار بجے تک 65 جانور ذبح ہوکر ان کا گوشت تیار کرکے حصہ داروں کو پہنچایا گیا، اس طرح دونوں دنوں میں کل 135 جانور ذبح اور تیار ہوئے۔

□...... 18/ذی الحجہ، بدھ، بعد ظہر، مولانا نعمان اللہ نعمانی صاحب (استاذِ حدیث: جامعہ اسلامیہ، صدر، راولپنڈی) تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی۔

□...... 19/ذی الحجہ، جمعرات، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب اپنے پھوپھی زاد بھائی جناب شمیم خان صاحب کی دعوت پر صدر کے مقامی ہوٹل میں عشائیہ میں مدعو تھے۔

□...... 20/ذی الحجہ، جمعہ کے بعد حضرت مدیر صاحب تفریح وہواخوری کے لئے مضافات میں تشریف لے گئے۔

□...... ادارہ غفران میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات 9 ذی الحجہ، سوموار تا 20 ذی الحجہ جمعہ (23 ستمبر) تک رہیں، 21 ذی الحجہ سے تمام شعبوں میں معمولات کا آغاز ہوا۔

اخبارِعالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/اگست/2016ء/ 17/ ذیقعدہ/ 1437ھ : پاکستان: سندھ حکومت: سندھ بھر کے مدارس و مساجد کی از سرنو رجسٹریشن کا فیصلہ ☎ گرفتار بلیک لسٹ امریکی باشندے کو ملک بدر کردیا گیا 22/اگست : پاکستان: کراچی، لاہور، پنڈی سمیت بڑے ریلوے اسٹیشنوں پر خفیہ کیمرے نصب، سیکورٹی وجوہ کی بناء پر ملک بھر میں دیگر ریلوے اسٹیشنز پر بھی کیمروں کی تنصیب جاری 23/اگست: پاکستان:سعودی عرب: حج کے لئے غیر قانونی طور پر مکہ پہنچنے والے 70 ہزار افراد بے دخل ☎ راہداری منصوبے کی نگرانی کے لئے ڈرون کے استعمال کا فیصلہ، سیکورٹی کے لئے مزید 10 کروڑ روپے جاری 24/اگست : پاکستان: چینی سیلاب زدگان کے لئے پاکستان کی 10 ہزار ٹن چاولوں کی امداد، امداد بھجوانے کے لئے پاکستان کے شکر گزر ہیں، چینی حکام 25/اگست: پاکستان: مہاجرین افغانستان کے بجائے دیگر ممالک جانے لگے، 28 خاندان یورپ منتقل 26/اگست: پاکستان:سعودی عرب: جمرات پر کنکریاں مارنے کے اوقات میں کمی کا فیصلہ، حج سیزن کے اختتام پر مسجد حرام کا صحن صرف طواف کرنے والوں کے لئے مختص ہوگا 27/اگست: پاکستان: کراچی اور کوئٹہ کی تفصیلی نقشہ بندی کا حکم، جعلی شناختی کارڈوں کی واپسی کے لئے ایک ماہ کی مہلت دے دی گئی، درجنوں این جی اوز بغیر لائسنس کام کررہی ہیں، 6 ماہ کے اندر دائرہ قانون میں لائیں گے، وزیرِ داخلہ 28/اگست : پاکستان:سعودی عرب: دستاویز کے بغیر حج کرنے والوں کو سزا دینے کا فیصلہ، 10 سال کے لئے پابندی، جرمانہ قید اور دیگر سزائیں دی جاسکتی ہیں، شناختی کارڈ کے بغیر مقدس مقامات پر داخلے کی اجازت نہ ہوگی 29/اگست: پاکستان: ایٹمی سپلائرز گروپ میں شمولیت کے لئے پاکستان کی سفارتی کوششیں تیز، سفیر کی اعلیٰ امریکی حکام سے ملاقاتیں 30/اگست : پاکستان: ایل این جی پلانٹ کے لئے ٹربائن فرانس سے پاکستان پہنچ گئی 31/اگست : پاکستان: کابینہ کمیٹی کا اجلاس، وزیرِ اعظم کا توانائی منصوبوں کی خود نگرانی کا اعلان 1/ستمبر: پاکستان: پاک بحریہ میں اے ٹی آر ایئر کرافٹ اور اسکین ایگل ایریل سسٹم شامل، آٹو پائیلٹ اور 6 بلیڈڈ پرپیلرز سے لیس ایئر کرافٹ 6 گھنٹے تک مسلسل پرواز کی صلاحیت رکھتا ہے ☎ پاکستان مخالف نعروں پر افغانستان نے معافی مانگ لی، باب دوستی آج سے کھلنے کا اعلان 2/ستمبر: پاکستان:

Idara Ghufran

پاکستان میں افغان سموں کے استعمال پر پابندی عاید، خرید وفروخت کرنے والوں کے خلاف کاروائی کا فیصلہ ✍3/ستمبر: پاکستان: ہڑتال سے بچاؤ، پی آئی اے میں لازمی سروس ایکٹ نافذ ✍4/ستمبر: پاکستان: نیویارک، اقوامِ متحدہ کے دفتر کے سامنے بھارتی مظالم کے خلاف کشمیریوں کا احتجاج ✍5/ستمبر: پاکستان: بھارتی تسلط سے آزادی، کشمیری قیادت کا بھارتی وزیرِ داخلہ سے ملنے سے انکار ✍6/ستمبر: پاکستان: پاکستان سے دوستی لازوال ہے، جارحیت کا خواب بھی نہ دیکھا جائے، چین کا امریکا اور بھارت کو انتباہ ✍7/ستمبر: پاکستان: این ایف سی ورکنگ گروپ کا اجلاس، سیلز ٹیکس کے معاملات صوبوں کے حوالے کرنے پر اتفاق ✍8/ستمبر: پاکستان: کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالی، پاکستان نے یو این ایچ سی آر کو بھارتی مظالم سے آگاہ کردیا ✍9/ستمبر: پاکستان: امریکی سینیٹ برائے خارجہ امور کا اجلاس، پاکستان پر پابندیوں کی تجویز مسترد، بھارت کو این ایس جی میں شامل نہ کرنے پر غور ✍10/ستمبر: پاکستان: دیامر بھاشا ڈیم فوری تعمیر کرنے کا فیصلہ، افغان مہاجرین کے قیام میں 6 ماہ کی توسیع، وفاقی کابینہ نے اقتصادی راہداری اور سائبر کرائم سمیت 18 نکات کی منظوری دے دی ✍11/ستمبر: پاکستان: جعلی شناختی کارڈ، کریک ڈاؤن کا پہلا مرحلہ، 8 نادرا اہل کار گرفتار، مزید 10 افراد کی گرفتاری کے لئے چھاپے جاری ✍12/ستمبر: پاکستان: نیشنل ایکشن پلان پر عمل درآمد، 16 ستمبر کو اجلاس طلب ✍13/ستمبر: پاکستان: پنجاب بھر میں جرائم پیشہ افراد کے خلاف کریک ڈاؤن، 330 افراد گرفتار ✍14/ستمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍15/ستمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار ✍16/ستمبر: پاکستان: سب سے بڑی معاشی سرگرمی، عیدالاضحیٰ پر 425 ارب مالیت کے ایک کروڑ 5 لاکھ جانوروں کی قربانی ✍17/ستمبر: پاکستان: پاکستان نے بھارت کو ایٹمی تجربات پر پابندی کے معاہدے کی پیشکش کردی ☎ اقتصادی راہداری منصوبہ ہر حال میں مکمل کیا جائے گا، چین ✍18/ستمبر: پاکستان: تیسرا فاسٹ اٹیک ایئر کرافٹ پاک بحریہ کے بیڑے میں شامل ✍19/ستمبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر، بھارتی ہیڈ کوارٹر پر حملہ، 17 بھارتی فوجی ہلاک، حملہ آور بھی مارے گئےء ✍20/ستمبر: پاکستان: بھارتی دھمکیاں، پاک فوج ہر خطرے کے لئے تیار۔